عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۲تا۱۹ رجمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳تا۳۰ راپریل ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۱۶

کامیاب کون ہے؟

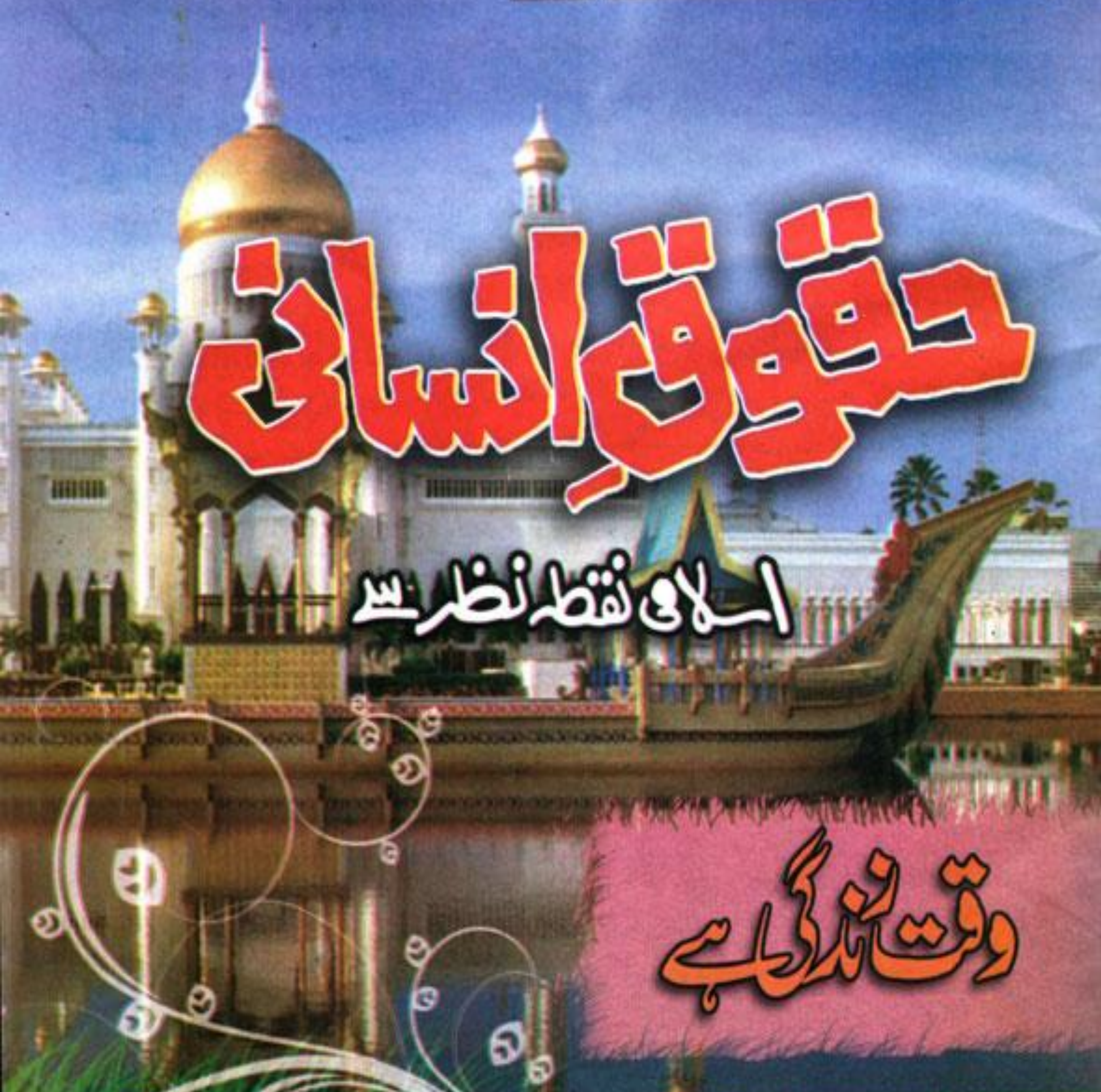

حقوقِ انسانی

اسلامی نقطہ نظر سے

وقت زندگی ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

خواب شرعاً حجت نہیں ہوتے

محمد خالد، نیو کراچی

س:...... ایک صاحب ہیں جنھوں نے ایک سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، سلسلہ شاذلیہ کے نام سے اور ان کا دعویٰ ہے کہ یہ سلسلہ اکابر نے ان کو خواب میں القاء کیا ہے، جس کی وجہ سے اس کو آگے لے کر چل رہے ہیں جبکہ باقاعدہ ان کے ساتھ اس سلسلہ کی خلافت موجود نہیں، جبکہ اس سلسلے کے متعلق مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی دسویں جلد کے اندر تفصیل سے کلام کیا ہے، کیا القاء کے ذریعہ سے اکابر کی طرف سے کسی کو اس طرح سلسلہ نوازا جاسکتا ہے؟ اور کیا اس کو اجازت ہوگی کہ وہ اس سلسلہ کو لے کر چلے اور اس میں اپنے خلفاء یا اپنے مریدین بنائے؟

ج:...... مرشد و شیخ، مرید کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا ایک ذریعہ اور مددگار ہوتا ہے، اس لئے اس کے انتخاب میں احتیاط کرنی چاہئے، جس شخص کا عقیدہ اور عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت کے مطابق ہو اس سے بیعت کرنی چاہئے۔ علماء حق نے درج ذیل شرائط ذکر کی ہیں جو ایک متبع سنت شیخ میں ہونی چاہئیں: ۱:... عالم ہو، ۲:... متقی ہو، ۳:... دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا ہو، ۴:... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو، ۵:... مشائخ کا صحبت یافتہ ہو۔

جس میں یہ شرائط پائی جائیں تو اس سے بیعت ہونا جائز ہے اور اس کا کسی کو بیعت کرنا بھی جائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص اگر مشائخ کا صحبت یافتہ نہیں ہے اور نہ مشائخ کی طرف سے اجازت خلافت جو کہ اعتماد کا درجہ رکھتی ہے، عطا ہوئی ہے تو یہ صاحب بیعت کرنے کے مستحق نہیں۔ خواب کا اعتبار نہیں اور نہ ہی خواب شرعاً حجت اور دلیل ہوتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہونا چاہئے۔

طلاق دینے کے بعد سحر و جادو کا بہانہ

س:...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے اور پھر کہے کہ مجھ پر سحر تھا اور میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا اور پھر اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے تو اس طلاق کا کیا حکم ہے؟

ج:...... ہوش و حواس میں تین طلاق دینے سے میاں بیوی کا رشتہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا، اب دوبارہ ایک ساتھ رہنا حرام و زنا کاری ہے۔ طلاق دینے کے بعد سحر و جادو کا بہانہ قابل اعتبار نہیں۔ اس لئے بیوی کو چاہئے کہ وہ اس سے الگ ہونے کی کوشش کرے ورنہ وہ بھی برابر کی گناہ گار ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جائیداد کی تقسیم

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... ایک مکان جس کی مالیت اس وقت بارہ لاکھ روپے ہے، اس مکان کے سات وارث ہیں، جن میں ایک بیوہ اور چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ مکان آج سے دس سال پہلے خریدا گیا تھا جب اس کی مالیت پانچ لاکھ تھی، اس مکان کی خریداری میں بیوہ نے ترکے سے ڈیڑھ لاکھ ملائے تھے اور ایک بیٹے نے بطور قرض مکان کی خریداری کے لئے ساڑھے تین لاکھ دیئے تھے اور اس بیٹے کا ارادہ یہ تھا کہ جب میں اس مکان کو فروخت کروں گا تو اپنی رقم واپس لے لوں گا، یہ بات اس نے بیوہ اور اپنے تمام بھائی بہنوں کو بتادی تھی کہ یہ رقم میں بطور قرض دے رہا ہوں۔ گزارش ہے کہ آپ بتائیں کہ ہم ورثہ میں بیوہ، لڑکا اور لڑکیوں کا کتنا حصہ بنے گا؟

ج:...... صورت مسئولہ میں مکان کی کل مالیت بارہ لاکھ میں سے پہلے ساڑھے تین لاکھ نکالے جائیں اور یہ قرض واپس کیا جائے، اس کے بعد باقی رقم کو تقسیم کیا جائے، کیونکہ بیوہ نے جو رقم شامل کی تھی وہ بھی سب کے ورثہ کی تھی، اس لئے اب یہ رقم ۸۰ حصوں میں تقسیم ہوگی، جس میں سے بیوہ کے دس حصے، ۱۴، ۱۴ ہر ایک لڑکے کے اور ۷، ۷ حصے ہر ایک لڑکی کے ہوں گے اور کل رقم قرض ادا کرنے کے بعد آٹھ لاکھ پچاس ہزار میں سے بیوہ کے ایک لاکھ چھ ہزار دو سو پچاس، ہر ایک بیٹے کے ایک لاکھ اڑتالیس ہزار سات سو پچاس اور ہر ایک بیٹی کے چوہتر ہزار تین سو پچھتر روپے ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆......☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۲ ۱۲تا۱۹ر جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳تا۳۰ر اپریل ۲۰۱۳ء شمارہ:۱۶

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

پاکستانی نوجوانوں کی آواز پر توجہ کیجئے!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حقوق انسانی.....اسلامی نقطۂ نظر	۷	مولانا سید واضح رشید ندوی
اسلام زندہ باد کانفرنس کا احوال	۱۲	مولانا زاہد الراشدی
کامیاب کون ہے؟	۱۳	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں!	۱۷	حافظ محمد شاہد مدظلہ
قضائے حاجت سے متعلق شرعی احکام!	۲۱	مفتی محمد راشد ڈسکوی
ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم کی قراردادیں	۲۴	مفتی محمد طاہر مکی
وقت زندگی ہے!	۲۵	عبدالغفار عزیز

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک ـ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

قیامت کے حالات

کسی کی نقل اُتارنا

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کی نقل اُتاروں، خواہ مجھے اتنا اتنا خزانہ بھی مل جائے۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۷۳)

کسی کی نقل اُتارنا عموماً اس کی تحقیر یا اس کے کسی عیب کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، اور کسی مسلمان کی تحقیر اور اس کی عیب جوئی کا بُرا ہونا واضح ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی نقل اُتارنے سے نفرت تھی۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی آدمی کی نقل اُتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے اس سے خوشی نہیں ہوگی کہ میں کسی کی نقل اُتاروں خواہ مجھے اتنا اتنا خزانہ مل جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک بار عرض کیا: یا رسول اللہ! صفیہ تو اتنی سی عورت ہے، ہاتھ کے اشارے سے ان کا پستہ قد ہونا ظاہر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تو نے ایسی بات ملادی کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں ملادی جائے تو وہ بھی متغیر ہوجائے۔" (ترمذی، ج:۲،ص:۷۳)

بسا اوقات آدمی بے خیالی میں کسی کی نقل اُتارتا ہے اور اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی ناجائز یا نامناسب کام کر رہا ہے، اس حدیث میں اس کی اصلاح فرمائی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ کے اشارے سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا پستہ قد ہونا ظاہر کیا، ان کے خیال میں یہ کوئی نامناسب فعل نہیں تھا، کیونکہ بظاہر ایک واقعے کا اظہار تھا، لیکن چونکہ اس سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تحقیر لازم آتی تھی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قباحت و شناعت بیان فرمائی۔

"یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو مسلمان لوگوں سے ملتا ہو اور ان کی ایذا پر صبر کرتا ہو وہ بہتر ہے اس مسلمان سے جو لوگوں سے نہ ملتا ہو اور نہ ان کی ایذا پر صبر کرتا ہو۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ شعبہؒ کی رائے یہ تھی کہ یحییٰ بن وثابؒ نے جس بزرگ صحابی سے روایت کی ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن عمر ہیں، رضی اللہ عنہما۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

سنن ابن ماجہ میں روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں مروی ہے:

"یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو مؤمن لوگوں سے ملتا ہو اور ان کی ایذا پر صبر کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں بڑھ کر ہے اس مؤمن سے جو لوگوں سے نہ ملتا ہو اور نہ ان کی ایذا پر صبر کرتا ہو۔" (ابن ماجہ، ص:۲۹۲)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرسکتا ہو، اور اس ضمن میں پیش آنے والی تکالیف کو صبر اور حوصلے سے برداشت کرسکتا ہو، اس کے لئے گوشہ نشینی کے بجائے لوگوں سے مل جل کر رہنا بہتر ہے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں جھگڑے اور فساد سے احتراز کرو، کیونکہ یہ چیز مونڈنے والی ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳، ۷۴)

آپس کے جھگڑے اور فساد سے مراد جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، آپس کا بغض اور عناد اور باہمی کدورت و عداوت ہے، جب دو مسلمانوں کے درمیان بغض و عداوت کا زہر پھیل جاتا ہے تو اس سے بیسیوں گناہ جنم لیتے ہیں، ایک دُوسرے کی غیبت کی جاتی ہے، آپس کے عیب تلاش کئے جاتے ہیں، ایک دُوسرے پر تہمت تراشی اور بہتان بازی تک سے پرہیز نہیں کیا جاتا، ان میں سے ہر ایک، دُوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے، اس سے حسد اور شماتت پیدا ہوتی ہے، الغرض آپس کا معاملہ بگڑنے کی دیر ہے کہ ایک دُوسرے کی عزت و آبرو سے کھیلنے کو حلال سمجھ لیا جاتا ہے، اور بعض اوقات نوبت مارپٹائی اور قتل و خونریزی تک پہنچ جاتی ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آپس کا فساد دین کو مونڈنے اور صاف کرنے والا ہے، کیونکہ باہمی بغض و عداوت کی حالت میں دین کے حدود کو محفوظ نہیں رکھا جاسکتا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے دین داری غارت ہوکر رہ جاتی ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستانی نوجوانوں کی آواز پر توجہ کیجئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

تحریک پاکستان میں قوم کو یہ نعرہ دیا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ، اسی طرح بظاہر یہ خوش کن نعرہ کہ: "اگر تو مسلمان ہے تو مسلم لیگ میں آ!" در پردہ یہ طعن تھا ان علماء کرام پر جو اپنی بصیرت اور تدبیر کی بنا پر اس نظریہ کے حامی نہیں تھے۔ بہرحال اس بحث کی تفصیلات کسی اور مناسب موقع پر رقم کریں گے۔

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، قوم کو بار بار یہ کہا گیا کہ ہم ایک ایسا خود مختار خطہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں قرآن وسنت کا نظام ہوگا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظامِ زندگی وضع ہوگا، اسلامی نظام کی روشنی میں عدل وانصاف ہوگا، پاکستان میں اسلام کی حکمرانی ہوگی اور پاکستان میں خلافت راشدہ کا نظام جاری کیا جائے گا۔ پاکستان بن جانے کے بعد اس وقت کے وزیر اعظم لیاقت علی خان مرحوم نے ۱۴/ جنوری ۱۹۴۸ء کو پشاور کے ایک اجتماع میں کہا:

"پاکستان ہمارے لئے تجربہ گاہ ہے اور ہم دنیا کو دکھلائیں گے کہ تیرہ سو برس پرانے اسلامی اصول کس قدر کارآمد ہیں۔"

اسی طرح دوسرے موقع پر ۱۹۵۰ء میں ایک تقریر کے دوران انہوں نے کہا:

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس بنا پر کیا تھا کہ مسلمان اپنی زندگی اسلامی احکام کے قالب میں ڈھالیں، ہم نے ایک ایسے مملکت کے قیام کا مطالبہ کیا تھا، جہاں ایک ایسی حکومت بنائی جائے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو جن سے بہتر اصول دنیا پیدا نہیں کرسکی" (اسلام اور مغربیت کی کشمکش، ص:۱۲۱، ۱۲۲)

ان تمام نعروں، وعدوں اور یقین دہانیوں کے باوجود آج تک پاکستان اپنی منزل اور مراد کو نہ پاسکا، صرف یہ نہیں بلکہ آج تک حکمرانوں نے اپنے اعمال، ترجیحات اور ذہنی غلامی کی بنا پر پاکستان کو اپنے مقصد سے بہت دور کردیا۔

آج حال یہ ہے کہ انتخابات میں حصہ لینے والے حضرات ایسے سامنے آرہے ہیں جن کو نہ نماز کا پتہ ہے، نہ اسلام کے بنیادی ارکان کا پتہ ہے اور نہ ہی وضو اور غسل کے فرائض کا پتہ ہے اور نہ ہی یہ بات جانتے اور مانتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اسی لئے ان سے دینی سوالات پوچھے جانے کی بنا پر کئی حلقے معترض ہیں اور ان کو اپنے اپنے معنی پہنا کر میڈیا کے ذریعے من مانی تشریحات کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔

دوسری طرف "اسلام اتنا ہی ابھرے گا، جتنا اس کو دبایا جائے گا" کے مصداق پاکستانی قوم آج بھی اسی مطالبہ پر قائم ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہو، یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے، بلکہ ۱۴/ اپریل ۲۰۱۳ء روزنامہ "امت" کی خبر ہے کہ بی بی سی نے بتایا کہ برٹش کونسل نے پاکستان میں سروے کیا ہے اور لوگوں سے انٹرویو کیا ہے کہ وہ پاکستان میں جمہوریت چاہتے ہیں یا اسلامی نظام چاہتے ہیں؟ نوے فیصد نوجوانوں نے رائے دی کہ ہم پاکستان میں اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ سروے رپورٹ ملاحظہ ہو:

"ملک بھر میں ہر طرف آئندہ انتخابات کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں۔ جمہوریت کا راگ الاپنے والی جماعتیں انقلاب اور تبدیلی کی نوید سناتے ہوئے پھر سے عوام کے دروازوں پر ہیں اور ان انتخابات میں نوجوانوں کے کردار کو کلیدی قرار دیا جارہا ہے۔ مگر "برٹش کونسل" کے تازہ سروے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ نوجوانوں کی بھاری اکثریت جمہوریت سے بیزار اور "شرعی نظام" کی حامی ہے۔ برٹش کونسل نے "Next Generation Goes to the Belt Box" یعنی "نئی نسل ووٹ ڈالنے جارہی ہے" کے عنوان سے ملک بھر کے ۵ ہزار نوجوانوں سے رائے لی ہے۔ رائے دینے والے نوجوانوں کی عمریں ۱۸ سے ۲۹ برس کے درمیان ہیں۔ اس سروے کے حیرت انگیز نتائج بدھ کو جاری کئے گئے، جس کے مطابق نوجوانوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ "جمہوریت" پاکستان کے لئے درست نظام حکومت نہیں۔ بہترین سیاسی نظام کے بارے میں پوچھے جانے پر سب سے زیادہ نوجوانوں نے "شرعی نظام" کے حق میں ووٹ دیا۔ فوجی نظام دوسرے، جبکہ جمہوریت تیسرے نمبر پر رہی۔ اس سروے کے نتائج کو سیاستدانوں کے لئے ایک بڑا دھچکا قرار دیا گیا ہے۔ وائس آف جرمنی کی رپورٹ کے مطابق، برٹش کونسل کی جانب سے حسب سابق اس بار بھی انتخابات سے قبل رائے عامہ کا ایک جائزہ لیا گیا ہے۔ کونسل کی جانب سے اس بار سروے میں نوجوانوں کو شامل کیا گیا اور اس سروے کے نتائج بدھ کو جاری کئے گئے۔ حالیہ سروے کے نتائج ۲۰۰۷ء کے مقابلے میں بہت زیادہ مختلف اور حیرت انگیز ہیں۔ سروے کا موضوع ہے:

’’نیکسٹ جنریشن گوز ٹو دی بیلٹ باکس‘‘ یعنی نوجوان نسل ووٹ ڈالنے جارہی ہے۔ سروے کے مطابق ہر ۵ میں سے صرف ایک نوجوان کا خیال ہے کہ آئندہ برس ان کے اقتصادی حالات بہتر ہوسکتے ہیں۔ سروے میں ۱۸ سے ۲۹ برس کے نوجوانوں سے سوال پوچھے گئے۔ برٹش کونسل کے مطابق قنوطیت تیزی سے پاکستان کی آئندہ نسل کی شخصیت کا حصہ بنتی جارہی ہے۔ خبر رساں ادارے رائٹرز کے مطابق اس سروے کے نتائج سیاست دانوں کے لئے دھچکا ہیں، جو ۱۱ مئی کے عام انتخابات میں جیت کے لئے کوشاں ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ ماہ منتخب جمہوری حکومت نے تاریخ میں پہلی مرتبہ اپنی ۵ سالہ مدت پوری کی ہے۔ رائٹرز کے مطابق سابق حکومت جمہوریت کے فروغ میں بھلے ہی کامیاب رہی ہو، لیکن بیشتر پاکستانی اس تشویش میں مبتلا ہیں کہ آیا ان کے رہنما کبھی غربت، بجلی کی لوڈشیڈنگ، بدعنوانی اور انتہاپسندی پر قابو پاسکیں گے؟ برٹش کونسل نے اس حوالے سے ایک بیان میں کہا: ’’آئندہ نسل کی بڑھتی ہوئی مایوسی کی سب سے بڑی وجہ اقتصادی عوامل دکھائی دیتے ہیں۔‘‘ ناقدین کا کہنا ہے کہ پاکستانی سیاستدان ملکی مسائل کے حل سے اکثر بہت دور ہوتے ہیں۔ رائٹرز کے مطابق پاکستان کی ۶۶ سالہ تاریخ میں تقریباً نصف عرصہ اقتدار میں رہنے والی فوج کو بڑی حد تک قابل اعتماد ادارہ خیال کیا جاتا ہے۔ پاکستان نے ۲۰۰۸ء میں انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) سے ۱۱ بلین ڈالر کے قرضے کا معاہدہ کرکے ادائیگیوں کے بحران کا رخ موڑ دیا تھا۔ تاہم ۲۰۱۱ء میں اصلاحات کے اہداف پورے نہ ہونے کے باعث آئی ایم ایف نے قرضہ معطل کردیا تھا۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق پاکستان کورواں برس کے آخر تک ۹ بلین ڈالر تک کے قرضے کے لئے پھر سے آئی ایم ایف سے رجوع کرنا پڑے گا۔ برٹش کونسل کا کہنا ہے: ’’بدقسمتی سے بیشتر نوجوان محسوس کرتے ہیں کہ خوشحالی ان کے ہاتھوں سے نکلی جارہی ہے‘‘ اس سروے کے مطابق دوتہائی سے زائد نوجوانوں کے خیال میں ان کے حالات پہلے کے مقابلے میں زیادہ بُرے ہوچکے ہیں۔ مہنگائی ایک بڑی تشویش بن چکی ہے۔ سروے کے نتائج میں کہا گیا ہے کہ حکومت، پارلیمنٹ اور سیاسی پارٹیوں پر نوجوانوں کا اعتماد بہت کم ہے۔ اس کے برعکس پاکستانی فوج کے ساتھ ساتھ میڈیا اور عدلیہ کو اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ نوجوانوں کی اکثریت جمہوری نظام سے بیزار، جبکہ شرعی نظام کی حامی ہے۔ نوجوانوں کا کہنا ہے کہ جمہوریت پاکستان کے لئے درست نظام حکومت نہیں۔ پاکستان میں نظام حکومت سے متعلق نوجوانوں کی رائے جاننے کے لئے ۱۸ سے ۲۹ سال کی عمر کے ۵ ہزار نوجوانوں سے رائے لی گئی۔ سروے کے مطابق نصف سے زائد نوجوانوں کا کہنا تھا کہ جمہوریت ان کے اور ملک کے لئے کبھی اچھی نہیں رہی۔ ۹۴ فیصد نوجوانوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان غلط سمت میں جارہا ہے۔ ۲۰۰۷ء میں کئے گئے سروے میں یہ شرح ۵۰ فیصد تھی۔ بہترین سیاسی نظام کے بارے میں پوچھے جانے پر سب سے زیادہ نوجوانوں نے ’’شرعی نظام‘‘ کے حق میں ووٹ دیا۔ فوجی نظام دوسرے جبکہ جمہوریت تیسرے نمبر پر رہی۔ سروے میں شامل ۷۰ فیصد نوجوانوں کو پاکستان کی فوج پر زیادہ اعتماد تھا، جبکہ جمہوری حکومت کے حق میں بولنے والوں کی تعداد صرف ۱۳ فیصد تھی۔ ۲۵ فیصد نوجوانوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ وہ ملک میں جاری تشدد سے براہ راست متاثر ہوئے ہیں، یا وہ کسی نہ کسی پرتشدد واقعے کے عینی شاہد رہے ہیں اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں یہ شرح ۶۰ فیصد رہی۔ نوجوانوں کے لئے زیادہ قابل فکر بات مہنگائی اور اشیاء کی بڑھتی قیمتیں تھیں، نہ کہ دہشت گردی۔ ۷۰ فیصد کے قریب نوجوانوں نے اس معاملے میں صورت حال کو ۵ برس قبل سے بدتر قرار دیا۔ یاد رہے کہ مئی میں عام انتخابات میں ملک کی ۳۰ برس سے کم عمر کی آبادی کا کردار اہم مانا جارہا ہے جو کہ رجسٹرڈ ووٹروں کا تقریباً ایک تہائی ہیں۔ بی بی سی کی نامہ گار ’’اورلا گیورین‘‘ کے مطابق یہ جائزہ ایک قنوطی نسل کی تصویر کشی کرتا ہے جو ۵ سالہ جمہوری دور سے ذرا بھی خوش نہیں، مگر اس کے باوجود وہی سیاست دان عوام کو تبدیلی اور انقلاب کی نوید سنا رہے ہیں۔‘‘

یاد رہے کہ یہ سروے برٹش کونسل نے کیا، بی بی سی نے اسے نشر کیا اور جن نوجوانوں سے یہ انٹرویو کئے گئے وہ کوئی مسجد، مدرسہ کے طالب علم نہیں تھے کہ جس کو دیکھ کر یہ پروپیگنڈا کیا جائے کہ ان سے متاثر ہوکر انہوں نے اسلام کے نفاذ کے بارہ میں رائے دی ہوگی، بلکہ یہ نوجوان مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی اولاد ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام دین رحمت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہدایت ہے جو انسانیت کی سعادت و کامیابی کے لئے نازل کیا گیا۔

آج یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ جن قوتوں نے اسلام سے بے نیاز ہوکر ارتقائی منزلیں طے کیں، وہ فطرت سے بغاوت کی مرتکب ہوئیں اور آج وہ اس بغاوت کا خمیازہ بھگت رہی ہیں، ان کے پاس دولت کے ڈھیر ہیں، راحت و آرام کے سارے اسباب جمع ہیں، لیکن دلوں کے چین اور سکون قلب کی دولت انہیں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔

خدارا! ان نوجوانوں کی آواز پر توجہ کیجئے اور پاکستانی قوم کے دیرینہ مطالبے اور پاکستان کے مقصد وجود پر عمل کیجئے، ورنہ اندیشہ ہے کہ نوجوان نسل ان روایتی سیاست دانوں سے مایوس ہوکر انقلاب کے لئے کوئی راہ عمل منتخب کرکے اس کے لئے عملی جدوجہد نہ شروع کردے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

حقوقِ انسانی.... اسلامی نقطہ نظر

مولانا سیّد محمد واضح رشید حسنی ندوی

ہر سال دسمبر کی ۱۰ تاریخ کو پوری دنیا میں حقوق انسانی کا دن منایا جاتا ہے، کیونکہ یہ وہ دن ہے جب عالمی جنگ کی تباہی کے بعد دنیا کی متمدن قوموں نے ایک بین الاقوامی اعلامیہ (Human Rights Charter) جاری کیا تھا، جس میں عہد لیا گیا تھا کہ انسانی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے گی اور انہیں ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا جائے گا، انسانوں کے درمیان کسی قسم کی نسلی، وطنی، مذہبی یا تہذیبی تفریق نہیں کی جائے گی بلکہ ایسا ماحول فراہم کرنے کی کوشش کی جائے جس میں ہر انسان کو آزادی حاصل ہو، کسی کے احساسات وجذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور اس کے مذہب وعقیدہ کے ساتھ کھلواڑ نہ کیا جائے، بلکہ انسانیت کا احترام کیا جائے اور انسان کے جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔

یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اب انسان کو آزادی نصیب ہوگی، اس کے جان و مال کا تحفظ کیا جائے گا اور ظالموں کے چنگل سے بے کس مظلوموں کو رہائی ملے گی، لہٰذا اس اعلان کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور مسلمانوں نے بھی بڑھ کر اس کا استقبال کیا، کیونکہ اس وقت مسلمان فوجی، فکری اور تہذیبی حملوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور بڑی قربانیوں کے بعد انہیں آزادی نصیب ہوئی تھی، لیکن اس آزادی کے حصول کے بعد بھی ان کے ذاتی امور میں مداخلت جاری رہی۔

لہٰذا اس اعلامیہ کا استقبال کرنا ان کی فطرت کے عین مطابق تھا اور ان کا مذہب بھی انہیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ انسانیت کا احترام واکرام کریں اور انسان کی صرف جسمانی حفاظت نہ کریں، بلکہ اس کے احساسات وجذبات کا بھی لحاظ رکھیں، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس طرح کی تعلیمات بکثرت موجود ہیں:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔" (بنی اسرائیل:۷۰)

ترجمہ: "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور بحر وبر دونوں میں سوار کیا اور عمدہ قسم کا رزق فراہم کیا اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"خدا کی مخلوق خدا کا کنبہ ہے، اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔" (البیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار پڑا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کیسے کرتا؟ آپ تو رب العالمین تھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرا فلاں بندہ بیمار تھا مگر تم نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو تم مجھے اس کے پاس پاتے، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تم نے مجھے نہیں کھلایا؟ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا؟ آپ تو رب العالمین تھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم نہیں جانتے کہ میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا، مگر تم نے اسے کھانا نہیں دیا، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم مجھے اس کے پاس پاتے، اے ابن آدم! میں نے تم سے پانی مانگا تو نے مجھے نہیں پلایا، بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں کیسے آپ کو پانی پلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں، اللہ فرمائے گا: تم سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا، مگر تم نے اسے پانی نہیں دیا، اگر تم اسے پانی پلاتے تو تم مجھے اس کے قریب پاتے۔" (مسلم)

اسلام حقوق انسانی اور کرامت انسانی کی پاسداری اتنی کرتا ہے کہ تمسخر، استہزا اور طعن وتشنیع کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم صراحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا

بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ○ (الحجرات:۱۱،۱۲)

ترجمہ: ”اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد بُرا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں، اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا خوف رکھو، بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

اسلام قومیت اور عصبیت کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان تفریق کرنے سے روکتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ.“ (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: ”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم کو مختلف کنبوں اور خاندانوں میں بانٹ دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔“

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں تھے کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو گھونسہ مار دیا تو انصاری نے انصاریوں سے فریاد کی اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا یہ کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: ایک مہاجر نے ایک انصاری کو گھونسا مار دیا تو انصاری نے انصاریوں کو پکارا اور مہاجر نے مہاجرین سے فریاد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، یہ بدبودار اور گندی چیز ہے۔ (مسلم)

ایک دوسرے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا مورث اعلیٰ بھی ایک ہے، سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے مکرم وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت صرف تقویٰ ہی کی بنیاد پر دی جاسکتی ہے۔“ (کنزالعمال)

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی عصبیت اور آباء پر فخر کرنے کو ختم کردیا ہے، انسان یا تو مومن متقی ہے یا فاجر بدبخت، سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔“ (ترمذی)

اسلام نے کرامت انسانی کو مجروح کرنے والے اسباب ووسائل پر بھی قدغن لگادی ہے اور ان پر پابندی عائد کردی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً.“ (المائدہ:۳۲)

ترجمہ: ”جس نے کسی کو ناحق قتل کیا یا زمین میں فساد مچایا تو گویا کہ اس نے پوری انسانیت ہی کو قتل کردیا اور جس نے کسی نفس کو زندگی بخشی تو گویا کہ اس نے پوری انسانیت کو زندگی عطا کی۔“

اس تکریم میں عقیدہ کا بھی احترام شامل ہے، اس لئے کہ اسلام نے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بُرا بھلا کہنے، ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے اور دوسرے مذاہب کی مقدس ومحترم ہستیوں کے سلسلے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے منع کیا ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

”آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ.“ (البقرہ:۲۸۵)

ترجمہ: ”رسول رب کی طرف سے نازل ہونے والے احکام پر ایمان لے آئے اور ایمان والے بھی، سب کے سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔“

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ مذکور ہے:

”وَلاَ تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.“ (الانعام:۱۰۸)

ترجمہ: ”جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا مت کہو، ورنہ وہ نادانی و دشمنی میں خدا کو برا بھلا کہیں گے، اسی طرح ہم نے ہر قوم کے عمل کو مزین کر دیا ہے، پھر سب کے سب اپنے پروردگار کے پاس لوٹ آئیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو بتلا دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔“

اسلام اقتصادیات میں بھی شرافت انسانی کی تذلیل و توہین سے منع کرتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں جو لوگوں کو اس بات پر ابھارتی ہیں کہ فقراء و مساکین پر اپنا مال خرچ کریں اور دوسروں کو ترجیح دیں:

”وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔“ (الحشر:۹)

ترجمہ: ”اور وہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود انہیں ضرورت ہو اور جو حرص و ہوس سے بچا لئے گئے وہی لوگ کامیاب ہیں۔“

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ”اور باوجودیکہ انہیں کھانے کی چاہت اور خواہش ہو وہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔“

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور عام انسانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے سلسلے میں بہت سے احادیث وارد ہوئی ہیں، حتی کہ جانوروں اور چوپایوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آسانیاں پیدا کرو، سختی مت کرو، خوشخبری کے پیامبر بنو، متنفر کرنے والے مت بنو۔ (متفق علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان فرض کیا ہے، تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو، اور جب ذبح کرو تو خوش اسلوبی سے ذبح کرو، تم کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہئے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہئے۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے حقوق کے متعلق اتنی تاکید کی کہ صحابہ کرامؓ نے یہ خیال کر لیا کہ ہمارے زائد مال میں ہمارا حق ہی نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی ایک سواری پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس کو دے دے، جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد کھانا ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مال کا تذکرہ کیا حتی کہ ہم نے یہ خیال کر لیا کہ زائد مال میں ہمارا حق ہی نہیں ہے۔“ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات اور وصیتوں پر غور کیا جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کو کیا کرتے تھے تو معلوم ہوگا کہ اسلام ہر حال میں شرافت انسانی کا خیال رکھتا ہے، جب مجاہدین اللہ کی راہ میں نکلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کرتے: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے چلو، اللہ تعالیٰ پر ایمان و اعتماد رکھو اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت کے ساتھ، تم لوگ کسی بوڑھے کو قتل مت کرنا، اور نہ ہی بچے کو اور نہ ہی عورت کو، اور خیانت نہ کرنا اور اپنے مال غنیمت کو پرکھنا اور اصلاح کا کام کرنا اور حسن سلوک کرنا، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی معاہد کو قتل کر دیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پہلے ہی آنے لگتی ہے۔ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! جس نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا یا اس کی طاقت سے زیادہ کا اس کو مکلف بنایا یا اس کی کوئی چیز اس کی رضامندی کے بغیر لے لی تو میں قیامت کے دن اس کے آڑے آجاؤں گا۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ظلم سے بچو! اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔“ (مسلم)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن تم سب حق دار کا حق ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کا حق سینگ والی بکری سے دلایا جائے گا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیزوں سے اجتناب کرے۔“ (متفق علیہ)

اسلام نے سیاست کے باب میں بھی عدل و انصاف اختیار کرنے کی تاکید کی ہے، حتی کہ بدسلوکی کرنے والے کے ساتھ بھی عدل کرنے کا حکم دیا ہے:

”وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔“ (المائدہ:۲)

ترجمہ: ”کسی قوم سے اس بات کا بغض کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کا معاملہ کرو اور تم لوگ تقویٰ اور نیکی کے کام میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے

ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔“

قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔“ (المائدہ:۸)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی قوم کی دشمنی تم کو انصاف کی ڈگر سے ہٹا نہ دے، عدل و انصاف سے کام لو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم کی دعا سے بھی آگاہ کیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ان کو ہدایت دی کہ مظلوم کی دعا سے بچتے رہنا، کیونکہ مظلوم کی دعا اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ اسی طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے حربی کے قتل کیے جانے پر اپنی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا، جس نے تلوار کا وار دیکھتے ہی کلمہ شہادت پڑھ لیا تھا، روایت کی جاتی ہے کہ حضرت ابودرداءؓ نے ایک آدمی کو قتل کردیا اور قتل کرنے کے وقت اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا، چنانچہ اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا کہ اس نے بچنے کے لئے ایسا کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن کریم اور حدیث شریف میں انسانوں کے حقوق کی پاسداری اور بغیر کسی تفریق و امتیاز کے انسان کا احترام مرکزی موضوع کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۝ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا۝ (النساء:۲،۱)

ترجمہ: ”اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں کے ذریعہ بہت سے مرد و عورت کو پیدا کیا اور اس اللہ سے ڈرو جس کے سامنے تم دست سوال دراز کرتے ہو اور رشتہ داری کا خیال رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے اور یتیموں کو ان کا مال دے دو اور اچھے مال کے بدلے میں خراب مال نہ دو اور اپنے مالوں کو ان کے مالوں کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔“

اسلام کی آمد سے پہلے انسان انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشی مفادات کی وجہ سے ظلم و ستم کا سامنا کررہا تھا اور خاص طور سے رومی سلطنت اور کلیسا کے دور جبر و استبداد میں انسان مذہبی مفادات کا نشانہ بنا ہوا تھا اور زندگی کے ہر میدان میں وہ مصائب و مشکلات سے جوجھ رہا تھا، محض شبہ اور جھوٹی تہمت کی بنیاد پر سخت ترین سزاؤں کا سامنا کررہا تھا، بلکہ اسے رجوع یا توبہ کرنے کی بھی مہلت نہیں دی جاتی تھی، قرون وسطی میں انسان سیاسی اور معاشی مظالم کا شکار تھا اور تاریخ اس پر شاہد ہے۔ مغربی سامراج کے عہد میں انسانیت قسم قسم کے مظالم اور انسانیت سوز فتنوں سے دوچار ہوئی ہے اور یورپ میں ایسے افکار و نظریات نے سر اٹھایا، جو انسانی شرافت کے قائل نہیں تھے، بلکہ ان کا مطمح نظر صرف یہ تھا کہ طاقت و قوت اور غلبہ حاصل کیا جائے اور کمزوروں اور مظلوموں پر حکومت کی جائے۔

قادیانیت کے خاتمہ تک پُرامن تحریک جاری رکھیں گے

خانیوال میں ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

خانیوال..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۹؍مارچ بعد نماز عشاء جامع مسجد المنار میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی مہتمم جامعہ مالکیہ، سجادہ نشین خانقاہ مالکیہ نے کی، جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مجلس کے مقامی ناظم مولانا عطاء المنعم نعیم نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے ملک کے معروف خطیب مولانا محمد رفیق جامی کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، اکرام القادری، مولانا عبدالستار گورمانی سمیت کئی علماء کرام نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور قادیانیت کے خاتمہ تک پُرامن تحریک جاری رکھیں گے۔ مقررین نے کہا کہ کسی قادیانی یا قادیانی پس منظر رکھنے والے کو پاکستان کے اقتدار پر چور دروازے سے قبضہ نہیں کرنے دیا جائے گا، اگر کسی قادیانی پس منظر رکھنے والے کو مسلط کیا گیا تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ دریں اثناء ۲۰ تا ۲۲؍مارچ کو خانقاہ مالکیہ کا سالانہ روحانی اجتماع منعقد ہوا، جس میں خانقاہ مالکیہ سے تربیت حاصل کرنے والے علماء کرام، مشائخ عظام اور صوفیاء کرام نے خطاب کیا۔

اس تناظر میں یہ اعلان اس لائق تھا کہ وہ قومیں بڑھ کر اس کا استقبال کریں جو جنگوں سے نڈھال تھیں اور خاص طور سے مسلمان جن کے ملکوں پر مغربی سامراج کی یورش جاری تھی اور ان کے عقیدہ، دین اور تہذیب وتمدن پر حملے ہورہے تھے۔

لیکن اس اعلان کے بعد کا زمانہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اعلان میں شامل تمام حقوق کی تنفیذ عمل میں نہیں آئی، بلکہ یہ زمانہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اعلان صدا بصحرا ثابت ہوا، خاص طور سے مسلمانوں کے حقوق کی علانیہ پامالی کی جاتی رہی۔

مسلمان دنیا کے مختلف گوشوں میں جن مصائب ومشکلات کا سامنا کررہے ہیں اور کس طرح ان کے حقوق پامال کیے جارہے ہیں اور ان کے دینی شعائر اور مقدسات کی توہین کرکے ان کے جذبات کو مجروح کیا جارہا ہے، یہ سب سیاست دانوں اور میڈیا سے مخفی نہیں ہے، لیکن ان پامالیوں پر اقوام متحدہ اور اس کی ایجنسیاں اور تنظیمیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں، حالات وواقعات شاہد ہیں کہ عالمی حقوق انسانی منشور جاری ہونے کے بعد ہی سے مسلمانوں کی عزت وآبرو سے کھلواڑ کیا جارہا ہے، ان کے حقوق دبائے جارہے ہیں، ان کے اموال پر ڈاکا ڈالا جارہا ہے، ان کے علاقوں پر قبضہ کیا جارہا ہے، ان کا شیرازہ منتشر کیا جارہا ہے اور ان کے گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے اور مسلمان دنیا کے مختلف حصوں میں انسانی المیوں سے دوچار ہیں، ان کے عقائد ومسلمات کی توہین کی جارہی ہے، ان کی تہذیب وثقافت اور مقدس مقامات پر حملے کیے جارہے ہیں اور سب سے مقدس ومکرم ہستی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے جبکہ یہی وہ ہستی مبارک ہے جس نے ایسے وقت میں شرافت انسانی کا درس دیا جبکہ دنیا تہذیب وثقافت سے دور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔

دنیا میں حقوق انسانی کی حفاظت کے لئے بہت سی تنظیمیں قائم ہیں، لیکن یہ تنظیمیں مسلمانوں کے تعلق سے غیر مؤثر ثابت ہوئی ہیں، لہٰذا دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں پر حملے کئے جارہے ہیں اور دنیا کے نقشے سے ان کے وجود کو مٹانے کی کوششیں کی جارہی ہیں، لیکن عالمی میڈیا حقائق کو چھپانے کا کام کرتا ہے یا ان حملوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تاویلیں پیش کرتا ہے، نیز اسلام اور مسلمانوں سے نفرت پیدا کرنے کے وسائل اختیار کئے جارہے ہیں اور ان کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹے الزام تراشے جارہے ہیں، لیکن اس سب کو حقوق انسانی کی پامالی اور خلاف ورزی نہیں کہا جاتا بلکہ آزادی رائے کی بنیاد پر سب جائز ٹھہرایا جاتا ہے۔

حقوق انسانی کا جشن اس بات کا متقاضی ہے کہ حقوق انسانی کے تمام قوانین کو بغور پڑھا جائے، دنیا کی مختلف قوموں کے حالات کا باریکی سے حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے، اس اعلان کو مستحکم کرنے اور پوری دنیا میں بلاتفریق مذہب وملت نافذ کرنے کے وسائل اختیار کئے جائیں اور حقوق انسانی کی قرارداد میں شامل تمام حقوق کی حفاظت کے لئے کارروائیاں کی جائیں، اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزائیں دی جائیں، حقوق انسانی کمیشن کو خود مختار اور فعال ادارہ بنایا جائے اور اس کی سفارشات اور کارروئیوں کو یقینی بنائے ورنہ اس ادارہ کی کیا افادیت؟ (ترجمہ از عربی: تجمل حسین بستوی) ☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر اعتمادِ شیخ

پیر طریقت حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ کی طرف سے اجازت وخلافت

شجاع آباد (قاری ابوبکر صدیق، ناظم مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ شجاع آباد) پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم مہتمم جامعہ عبیدیہ وخلیفہ مجاز حضرت امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ ۱۴،۱۵ مارچ کو خانقاہ بہلویہ جامعہ اشرف العلوم شجاع آباد کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت والا کو چائے کی دعوت دی تو حضرت اقدس نے ۱۴ مارچ صبح کی نماز جامع مسجد سیّدنا علی المرتضیٰ صدیق آباد شجاع آباد میں ادا فرمائی، جبکہ چائے کے لئے مولانا شجاع آبادی کے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ حضرت شاہ صاحب نے مولانا کے گھر میں ذکر کرایا۔ مجلس ذکر کے بعد حضرت والا نے مولانا شجاع آبادی کو جو عرصہ پچیس سال سے حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں اور دو مرتبہ قادریہ راشدیہ اذکار مکمل کرچکے ہیں کو سلسلہ قادریہ راشدیہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ نیز حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب ہمیں حضرت امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ نے اجازت وخلافت سے نوازا تھا تو فرمایا کہ اجازت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان یہ سمجھے کہ میں پیر کامل بن چکا ہوں اور تمام معاملات میں متصرف فی الامور ہوں یہ صفت خداوند قدوس کی ہے۔ نیز اگر اسے کوئی پیر نہ مانے تو اس سے بھی دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے، خلافت واجازت کے بعد بھی اپنے شیخ کامل کے دامن سے وابستگی بہرصورت رہنی چاہئے۔ خلافت کا مقصد اعتماد شیخ ہوتا ہے کہ شیخ کی توجہات سے آدمی آگے اللہ اللہ سکھلا سکتا ہے۔ نیز حضرت والا نے مولانا شجاع آبادی سے فرمایا کہ آپ کے اذکار جاری رہنے چاہئیں۔ جہاں ممکن ہو مجلس ذکر بھی منعقد کرائیں، ورنہ اپنا ذکر نفی اثبات وغیرہ تو بہرحال جاری رہنے چاہئیں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اسلام زندہ باد کانفرنس کا احوال!

مولانا زاہد الراشدی

اندازہ تھا کہ "اسلام زندہ باد کانفرنس" میں مولانا فضل الرحمٰن کا خطاب مغرب کے بعد ہوگا، اس لئے میں نے مغرب سے عشاء تک کا وقت کانفرنس میں شرکت کے لئے مخصوص کرلیا اور جامعہ نصرۃ العلوم میں صبح ایک سبق پڑھا کر رینالہ خورد چلا گیا، جہاں ظہر کے بعد ایک دینی مدرسہ میں قرآن کریم حفظ کرنے والے طلبا کی دستار بندی کی تقریب تھی، وہاں سے فارغ ہوکر مغرب تک مولانا عبدالوحید کے ہمراہ لاہور پہنچا، ہم نے مغرب کی نماز مینار پاکستان گراؤنڈ کے قریب ایک مسجد میں ادا کی اور جب گراؤنڈ کے ایک انٹری گیٹ تک پہنچے تو میں نے مولانا عبدالوحید سے کہا کہ وہ میرا یہاں کسی سے تعارف نہیں کرائیں گے، میں کسی کونے میں خاموشی کے ساتھ آدھ پون گھنٹہ بیٹھ کر کانفرنس کی کارروائی سننا چاہتا ہوں، مگر گراؤنڈ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جواد قاسمی سے ملاقات ہوگئی، جو ہمارے عزیز شاگرد ہیں اور جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ کے مہتمم مولانا قاری گلزار احمد قاسمی کے فرزند ہیں، جس سے خاموشی کے ساتھ کسی کونے میں بیٹھنے کا خواب چکنا چور ہوکر رہ گیا، وہ ہمیں اپنے کیمپ میں لے گئے اور پلاؤ سے تواضع کی، جو وہ گوجرانوالہ سے اپنے ساتھیوں کے لئے پکوا کر ساتھ لے گئے تھے، ہمیں بھی بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے مزے سے کھایا، جواد قاسمی نے پوچھا کہ اسٹیج پر چلیں گے؟ میں نے کہا ارادہ نہیں ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، جس کے لئے میں حاضر ہوگیا تھا، اسٹیج پر آنے کی دعوت نہیں تھی، اس لئے وہاں جانا پروگرام میں شامل نہیں تھا۔ ویسے بھی اسٹیج کے ماحول میں پاکستان شریعت کونسل کی نمائندگی کے لئے صوبائی امیر مولانا عبدالحق خان بشیر اور جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی نمائندگی کے لئے مولانا ریاض خان سواتی موجود تھے، اس لئے اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہورہی تھی، چنانچہ جواد قاسمی کو ساتھ لے کر گراؤنڈ کا ایک چکر لگایا، لوگ مقررین کی تقریریں سن رہے تھے اور میں ذہن میں نصف صدی قبل کی یادیں تازہ کررہا تھا جب اسی لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کی کانفرنسیں "آئین شریعت کانفرنس" کے عنوان سے ہوا کرتی تھیں۔ یہ ۶۷، ۶۸، ۶۹ء کے دور کی بات ہے اور ہماری کانفرنسیں اس زمانے میں دہلی دروازہ موچی دروازہ اور مستی گیٹ کے باہر باغات میں ہوتی تھیں۔

ان کانفرنسوں سے وقتاً فوقتاً آغا شورش کاشمیری، سردار محمد عبدالقیوم خان اور مولانا کوثر نیازی مرحوم نے بھی خطاب کیا تھا۔ آغا شورش کاشمیری قادیانیت کے خلاف شمشیر بے نیام تھے اور اسی جرم میں ایوب خانی حکومت کے عتاب کا نشانہ تھے۔ ان کے پرچے ہفت روزہ چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ ہوگیا تھا، چٹان پولیس نے ضبط کرلیا گیا تھا اور بعد میں آغا صاحب مرحوم گرفتار بھی ہوگئے تھے، اس پس منظر میں جمعیۃ علماء اسلام کی آئین شریعت کانفرنس سے ان کے معرکۃ الآراء خطاب کی گونج پورے ملک میں سنی گئی۔

"اسلام زندہ باد کانفرنس" میں مولانا محمد امجد خان کو اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھ کر ان کے والد گرامی حضرت مولانا محمد اجمل خان کی خطابت کا وہ منظر نگاہوں کے سامنے گھوم گیا، جب موچی دروازہ میں ہونے والی "آئین شریعت کانفرنس" میں وہ اسٹیج سیکرٹری تھے۔ جماعت اسلامی اور جمعیۃ علماء اسلام کے درمیان کشمکش عروج پر تھی اور ملک بھر سے آنے والے شرکاء حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے خطاب کے منتظر تھے۔ حضرت مولانا محمد اجمل خان نے حضرت ہزارویؒ کی تقریر سے پہلے سردار محمد عبدالقیوم خان کو خطاب کی دعوت دی اور سامعین سے خطیبانہ لہجے میں کہا کہ: "آپ اب سردار صاحب کی تقریر سنیں، پھر اس کے بعد آندھی آرہی ہے، طوفان آرہا ہے۔" یہ جملہ انہوں نے کچھ اس انداز سے کہا کہ اس کی گھن گرج آج تک کانوں میں گونج رہی ہے۔

انہی اجتماعات میں سے ایک اجتماع کے موقع پر ہمارے شیخ حضرت مولانا عبیداللہ انور پولیس کی لاٹھی چارج سے شدید زخمی ہوگئے تھے، ان کی ریڑھ کی ہڈی کو ضرب لگی تھی، جس کے اثرات آخر زندگی تک ان پر رہے وہ کافی عرصہ میو ہسپتال میں صاحب فراش رہے، البتہ ان کی یہ قربانی ایوب خانی آمریت کے خلاف عوامی تحریک کا نقطۂ آغاز بن گئی۔ صدر محمد ایوب خان مرحوم نے اپنی ماہانہ نشری تقریر کے دوران اس واقعہ پر معذرت بھی کی لیکن وہ معذرت بھی کسی کام نہ آئی اور جمعیۃ علماء اسلام قومی سیاست میں پہلی صف کی سیاسی جماعت میں شمار ہونے لگی۔

کانفرنس کے پنڈال کے مختلف حلقوں میں گھومنے پھرنے کے بعد جب اردگرد کی اذانوں کی آواز سنائی دینے لگیں جبکہ اس وقت تک مولانا فضل الرحمٰن کی تقریر کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے تو چپکے سے لاری اڈے کا رخ کیا اور گوجرانوالہ جانے والی فلائنگ کوچ پر سوار ہوگیا۔

مولانا فضل الرحمٰن کے خطاب کے اہم نکات میڈیا کے ذریعے سامنے آئے ہیں جن کے مطابق انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں، آزادی اور امن وامان کی زندگی گزارنا ہمارا حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں، اپنے ملک کے اداروں سیاسی قوت معاشی قوت کو بین الاقوامی دباؤ سے نکالنا چاہتے ہیں، ہمارا یہ سفر جاری رہے گا۔ جب شہریوں کو آئینی حقوق نہیں ملیں گے تو بغاوت ہوگی۔ ہمارا پیغام واضح ہے کہ دنیا سے دوستی چاہتے ہیں لیکن آقا اور غلام کی طرح نہیں بلکہ برابری کی بنیاد پر دوستی چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فاٹا کے حوالے سے جرگہ کو قومی تائید حاصل ہے، اگر اسے تسلیم نہیں کیا جاتا اور ملک خون خرابے کی طرف بڑھتا تو یہ حکمران کس کا ایجنڈا آگے بڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا کہ جنگ نہیں ہونی چاہیے، امن کی بات ہونی چاہیے۔ یہ انتخابات کا مرحلہ ہے انتخابات کو ملتوی کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں مادر پدر آزاد ننگی تہذیب کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ قرارداد مقاصد ہماری پالیسی ہے۔ مزارع کو جاگیرداری زمین سے حصہ دیا جائے گا، مزدور کو کارخانہ کے ۵۰ فیصد حصہ دار بنایا جائے گا۔ ہر شہری کو آزاد مملکت کا شہری بنائیں گے۔ پوری امت مسلمہ کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ آزادی کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ بدقسمتی سے دینی جماعتوں کا اتحاد نہیں ہوسکا لیکن گزشتہ پانچ سال جمعیۃ علماء اسلام نے تنہا ہی امریکا کی غلامی کی پالیسیوں کا مقابلہ کیا اور توہین رسالت سمیت دیگر دفعات کو ختم نہیں کرنے دیا، اگر جمعیۃ علماء اسلام تنہا مقابلہ کرسکتی ہے تو پھر قوم تنہا، جمعیۃ علماء اسلام کو بھی ووٹ دے سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق حکمران قومی مجرم ہے جس نے خارجہ وداخلہ پالیسیوں کو تبدیل کردیا۔

میں اس کانفرنس کے حوالے سے جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت کو ایک بات کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھتا ہوں کہ جمعیۃ علماء ہند کے دور میں کانفرنسوں کی کارروائی کتابی شکل میں بھی شائع ہوا کرتی تھی، مگر ہمارے ہاں یہ روایت قائم نہ ہونے کی وجہ سے اس قسم کے تاریخی اجتماعات اخبارات وجرائد کے چند صفحات میں ہی گم ہوکر رہ جاتے ہیں، اگر کتابی شکل میں مکمل کارروائی شائع ہوجائے تو وہ تاریخ کے ریکارڈ میں ضرور محفوظ ہوجاتی ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶ اپریل ۲۰۱۳ء)

اسلام کی عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ختم نبوت کانفرنس اٹک میں خطاب

اٹک (میاں محمد عامر) ۱۲؍مارچ ۲۰۱۳ء بروز منگل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک کے زیر انتظام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمائی۔ مہمان علماء کرام میں حضرت مولانا شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی اور مشہور نعت خواں حافظ محمد ابوبکر شامل تھے۔ کانفرنس حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب میں مولانا شہاب الدین پوپلزئی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس اور آپ کی سیرت پر تفصیلی بیان کیا۔ حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا اور لوگوں کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت مسلمانوں کے لئے زندگی وموت کا مسئلہ ہے۔ دنیا میں رہنے والا کوئی بھی مسلمان شان اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسلام کی عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے۔ ختم نبوت کا منکر اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں پکے کافر ہیں۔ مسلمانوں نے منکرین ختم نبوت سے ہمیشہ میدان میں نکل کر مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش دی۔ کانفرنس کے اختتام پر مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی دامت برکاتہم جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک کے سرپرست اعلیٰ ہیں نے مختصر خطاب فرمایا اور دعا فرمائی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی جو کہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک ہیں اور جناب محترم مولانا مفتی محمد مسعود احمد جو ڈسٹرکٹ خطیب اور رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے افراد اور اہل محلہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

کامیاب کون ہے؟

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب کی دوڑ دھوپ کامیابی کی طرف ہے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کامیاب ہو، ناکامی کا منہ نہ دیکھوں پھر ہر شخص اپنی اپنی ہمت کے بقدر کامیابی کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔

بعض لوگ بادشاہت میں سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں، کچھ لوگ صدر اور وزیر بن جانے کو کامیابی سمجھ رہے ہیں اور اس کے لئے طرح طرح کی کوششیں کرتے رہتے ہیں اور وزیر بے قلمدان تک بننے کو غنیمت جانتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی ممبری سے لے کر میونسپلٹی بلکہ معمولی سی پنچایت کی ممبری کے لئے بہت سے لوگ کوشاں رہتے ہیں اور اس کے لئے جان و مال کی بازی لگاتے ہیں، بار بار ہار جاتے ہیں مگر الیکشن میں حصہ لینے سے باز نہیں آتے۔

کچھ لوگ مالی اعتبار سے رئیس کبیر اور سیٹھ بن جانے کو کامیابی سمجھتے ہیں ان کی تجارت بڑی ہے، کوٹھی بنگلہ والے ہیں لہٰذا اپنے خیال میں کامیاب ہیں، کچھ لوگ سیاسی لیڈر بن جاتے ہیں اخبارات میں بیان آجاتا ہے، ٹی وی انٹرویو دیتے ہیں، تصویر چھپ جاتی ہے، لہٰذا بزعم خود کامیاب ہیں۔

کوئی شخص اپنے خیال میں اس لئے کامیاب ہے کہ وہ بینک منیجر ہے سودی معاملات کا سربراہ ہے کوئی شخص تھانیدار ہے، موٹی رشوت ملتی ہے، وہ اپنے خیال میں اسی کی وجہ سے کامیاب ہے، کسی کو کسٹم ڈیوٹی وصول کرانے کی نوکری مل گئی ہے، اس میں رشوت کی کمائی بہت ہے کوئی انکم ٹیکس آفیسر بن گیا ہے کوئی محکمہ آبکاری کا بڑا افسر ہے کوئی شہروں میں داخل ہونے والوں سے چنگی وصول کرتا ہے اور رشوت بھی لیتا ہے۔

یہ لوگ اور ان کے گھر والے ماں باپ، اولاد بیوی سب اس خیال میں مست ہیں کہ ہم کامیاب ہیں، حالانکہ حرام نوکری کی آمدنی اور حرام خوری کی وجہ سے سب اپنے کو آخرت کے عذاب میں جھونک رہے ہیں اور بہت سے لوگ حرام ملازمت کی تنخواہ کو حلال سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی محنت کا پیسہ لے رہے ہیں، حالانکہ حرام محنت کی اجرت بھی حرام ہے اور گناہ کی مدد بھی گناہ ہے۔

جو لوگ بھنگی کا کام کرتے ہیں، ان میں جس کے پاس ٹھکانے یعنی وہ گھر زیادہ ہیں جہاں جاکر روزانہ صفائی کرتے ہیں اور میلا اٹھاتے ہیں، وہ بھی اپنے کام کو کامیاب سمجھتے ہیں، اگر ان میں کسی کا کوئی ٹھکانہ اس کی برادری کا دوسرا آدمی چھین لے تو وہ برادری کے چوہدری کے پاس شکایت لے کر جاتا ہے اور اپنا ٹھکانہ واپس لے کر چھوڑتا ہے اور وہ فضلہ صاف کرنے ہی میں کامیابی سمجھتا ہے۔ انسانوں کی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جو کامیابی اور ناکامی کے مختلف تصورات ہیں، خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

”فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز“

ترجمہ: ”جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا وہ کامیاب ہے۔“

اس سے معلوم ہوا دوزخ میں جانے والے سب ناکام ہیں اور جنت میں جانے والے سب کامیاب ہیں، کوئی بادشاہ ہو، وزیر اعظم ہو، نیچے کا کوئی وزیر ہو، صدر ہو، وزیر خارجہ اور وزیر داخلہ ہو، سیٹھ ہو، تاجر کبیر ہو، کسی بڑی کمپنی کا ڈائریکٹر ہو، اگر وہ اپنے کفر اور اعمال بد کی وجہ سے دوزخ میں جانے والا ہو تو سراسر ناکام ہے، یہ دنیاوی عہدے ساز و سامان چوراہے بلڈنگیں اور باغیچے سب یہاں دھرے رہ جائیں گے، غور کرنے کی بات ہے کہ اگرچہ سب چیزیں کسی کو ملیں اور موت کے بعد آخرت کے عذاب میں مبتلا ہو تو کیا کامیابی ہوئی ارشاد ربانی ہے:

”افمن یلقی فی النار خیر امن یاتی امنا یوم القیمة۔“ (حم سجدہ)

ترجمہ: ”کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جو قیامت کے دن امن و امان کے ساتھ آئے گا“

یہ دنیاوی بظاہر ہری بھری ہے، بعض چیزوں میں مزہ ہے، مٹھاس ہے کیف ہے، لیکن فانی ہے جدا ہونے والی ہے بلکہ یوں کہو کہ یہ تو بعد میں ختم ہوگی اور جو اس کو کماتا ہے اور اس کے جاہ و مال کے لئے زندگی لگاتا ہے وہی دنیا کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے، یہ نہ کسی کی ہوئی نہ کسی کی ہوگی، وہی حضرات مبارک ہیں جو دنیا سے دل نہیں لگاتے جو موت کے بعد دوزخ سے بچنے اور جنت حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الدنیا حلوة خضرة وان الله مستخلفکم فیها فینظر کیف تعملون"

(رواہ مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

ترجمہ: "بے شک دنیا میٹھی چیز ہے ہری بھری ہے (جس میں کشش ہے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دنیا میں خلافت بخشی ہے وہ دیکھے گا کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔"

جو حضرات آخرت کی طرف بلاتے ہیں ان کا مقصد وہی ہے جو ان کو قرآن حکیم سے اور فخر الاولین والآخرین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم ہوا اور وہ یہ کہ دنیا میں رہو، دنیا میں جیو، حلال کماؤ، حلال پہنو اور آخرت کے لئے فکر مند رہو، دوزخ سے بچنے اور جنت حاصل کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہو، مقصود دنیا نہ ہو، آخرت کی کامیابی مقصود ہو۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات نہ کوئی قابل تردید ہے اور نہ قابل اعتراض ہے، نہ صرف قرآن وحدیث کے موافق ہے بلکہ عقل کے بھی موافق ہے۔

دنیا میں رہنا اور حلال کمانا، کھانا بری بات نہیں ہے، جب دنیا میں آئے ہیں تو یہاں رہنا ہی پڑے گا اور چونکہ موت اپنے قبضہ میں نہیں، اس لئے جب تک موت کا فرشتہ لینے نہ آئے، یہاں سے جا بھی نہیں سکتے۔ یہاں رہنا تو ہے لیکن دنیا کو مقصود بنا کر رہنا اور اس کو اپنا گھر سمجھ کر اور اس میں لگ کر آخرت سے غافل ہو کر زندگی گزارنا بہت بڑی نادانی ہے، دنیا فانی ہے اس میں جتنے دن رہنا ہے اتنے دن کی فکر کرنی چاہئے اور آخرت باقی ہے وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے، وہاں کے لئے بے انتہا کوشش اور محنت کرنا لازم ہے۔

سورۃ اعلیٰ میں ارشاد ربانی ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔" (الاعلیٰ)

ترجمہ: "کامیاب ہوا جو شخص پاکیزہ بن گیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھتا رہا بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو (یعنی اس کو آگے رکھتے ہو) حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور بہت زیادہ باقی رہنے والی ہے۔"

دیکھئے اس آیت میں اس کو کامیاب بتایا جو پاکیزہ ہو گیا اور جو اللہ کا نام لیتا رہا، نفس کا پاکیزہ ہونا یہ ہے کہ ہر طرح کے شر اور عیب سے پاک ہو، انسان کے نفس میں جتنی رذیل چیزیں ہیں، کفر ہے، شرک ہے، نفاق ہے، ریاکاری ہے، بداخلاقی ہے، اللہ جل شانہ کی نافرمانی ہے، غیبت، جھوٹ، فریب، دغا، خیانت، حرام کمانا، حرام کھانا، زنا، چوری، تہمت، بہتان، الزام وغیرہ یعنی ہر طرح کی رذالت، شرارت، خباثت، خیانت ہر طرح کی معصیت، ان سب سے پاک ہونا کامیابی کا ذریعہ ہے اور ہر طرح کی نیکیوں سے متصف ہو جانا کامیابی کا دوسرا ذریعہ ہے جسے دوسری آیت میں بیان فرمایا ہے، اب غور فرمالیں کہ قرآن کریم نے کس چیز کو کامیابی قرار دیا ہے اور عام لوگ کس چیز کو کامیابی سمجھ رہے ہیں؟؟

چونکہ عام طور سے لوگ دنیا ہی کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کو آگے آگے رکھتے ہیں اور دنیا میں کامیابی تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے ساتھ ہی بعد والی آیت میں تنبیہ فرمادی کہ تم لوگ دنیا کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر ہے اور باقی اور دائمی چیز ہے۔

سورۃ نور میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔" (النور)

ترجمہ: "مومنین کی بات تو بس یہی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے تو یوں کہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی اور اللہ سے ڈرا اور اس کی مخالفت سے پرہیز کیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔"

سورۃ احزاب میں فرمایا گیا:

"ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً" (الاحزاب)

ترجمہ: "اور جس نے فرمانبرداری کی اللہ کی اور اس کے رسول کی تو اسے بڑی کامیابی حاصل ہوگئی۔"

معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنے اور گناہوں سے بچنے میں کامیابی ہے۔

سورۃ منافقون میں فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ" (المنافقون)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمہارے اموال اور اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو یہ لوگ خسارہ والے ہیں۔"

اس آیت میں بتادیا کہ مال اور اولاد میں مشغول ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو جانا خسارہ اور ناکامی کا سبب ہے، گناہوں میں مبتلا رہنا فرائض و واجبات کی ادائیگی سے پہلوتہی کرنا مدعی اسلام کے لئے بہت بڑی غفلت ہے، اس غفلت سے بیدار نہ ہوئے اور موت آ کھڑی ہوئی تو خسارہ اور ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا، ہمت کر کے نفس اور شیطان کے پھندوں

سے آزاد ہوں اور قرآن وحدیث کو اپنا رہبر بنائیں، علماء حق کی کتابوں کا مطالعہ اور مذاکرہ کرتے رہیں، جو لوگ پینشنر ہیں، ریٹائر ہو کر گھر بیٹھے ہیں، اسی طرح وہ حضرات جو تجارت وزراعت سے فارغ ہیں، جن کی اولاد کسب معاش کی ذمہ دار بن چکی ہے ان سے گزارش ہے کہ اپنی باقی زندگی کو برباد نہ کریں، یہ فرصت وفراغت کے چند سال جو نصیب ہوئے ہیں، ان میں آخرت کے لئے دوڑ دھوپ کرلیں، سب حضرات سچے دل سے توبہ کریں اور توبہ کا طریقہ اور توبہ کی حقیقت اور استغفار کے فضائل وفوائد جو بزرگوں کی کتابوں میں لکھے ہیں، ان کے مطابق عمل کریں، پرانی قضا نمازیں تھوڑی تھوڑی کر کے سب پڑھیں، روزے، حج، زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ ذمہ میں ہوں ان سب کی ادائیگی کریں، جو روزے چھوڑے ہیں یا چھوٹے ہیں ان کی قضا رکھیں، بندوں کے حقوق کی ادائیگی کریں، صبح شام اور رات کے اذکار واوراد جو بطور دستور العمل ہم نے لکھ دیئے ہیں ان کو معمول بنائیں، ہر وقت اپنی زبان اللہ کی یاد میں تر رکھیں، مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں، لایعنی سے پرہیز کریں، غیبتوں سے بچیں اور ادھر ادھر بیٹھ کر وقت برباد نہ کریں، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ بڑھاپے میں اگر انسان نیک نہ بنا تو کب نیک بنے گا؟ اس عمر میں گناہگار ہونا بہت سخت بات ہے۔ ستر، اسی سال کی عمر دنیا کے دھندوں میں گنوادیں اور گناہگاری کی زندگی گزار کر قبر میں پہنچ جائیں یہ بہت بڑی نادانی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

جس کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کی عمر تک پہنچایا، اس کے لئے معذرت خواہی کا کوئی موقع نہیں چھوڑا۔" (بخاری) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: "قیامت کے دن ایک پکارنے والا یوں پکارے گا (جو اللہ کا منادی ہوگا) کہ ساٹھ سال والے یہاں ہیں اور یہ وہ عمر ہے جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ: "اولم نعمرکم مایتذکر فیہ من تذکر و جاءکم النذیر" (الفاطر)... کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو اس میں سمجھنا ہوتا تو سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا..."

بڑھاپے میں خصوصیت کے ساتھ آخرت کی طرف بڑھنا لازم ہے، اپنی فکر کریں، اولاد کے لئے متفکر ہوں اور... اولاد کو بھی اسلامی علوم واعمال سے وابستہ کرنے کی فکر اور کوشش کریں۔

یہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہی ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو سب کچھ سکھایا مگر اسلام کی تعلیم نہیں دی، نماز تو نہ سکھائی البتہ انگریزوں کے طور طریق سمجھائے اور بتائے۔ اب اس کی تلافی یہ ہے کہ اپنے بڑھاپے میں خود بھی اپنے کو سدھاریں سچی توبہ کریں، گناہ چھوڑیں، نیکیوں پر لگیں اور اپنی اولاد کو بتائیں کہ ہم نے بہت برا کیا، جو تم کو اسلام کے احکام نہیں سکھائے، اب تم خود عاقل بالغ ہو سنبھل جاؤ اور دین اسلام کو پوری طرح اپناؤ، گناہوں کو چھوڑو، اپنا معاشرہ اسلامی بناؤ اور اپنے بچوں اور بچیوں کو اسلامی معاشرہ سے مانوس کرو اور ان کو اسلامی احکام سکھاؤ اور عمل کراؤ، ورنہ بڑھاپے میں ہماری طرح تمہیں اور تمہاری اولاد کو کف افسوس ملنا پڑے گا۔

ستر اسی سال کی لمبی زندگی انسان اس دنیا میں گزار دیئے اور اللہ جل شانہ کا نافرمان بن کر قبر میں جائے اور یہ پوری زندگی جو جنت کمانے کے لئے تھی اس کو دوزخ کے اعمال میں لگا کر مر جائے، پھر قبر اور حشر میں اور اس کے بعد کے حالات میں عذاب بھگتے، یہ سراسر نقصان کا سودا ہے، جو لوگ ملازم ہیں یا تاجر پیشہ ہیں، آٹھ دس گھنٹے ہی تو کسب معاش کرتے ہیں اور عورتوں کے ذمہ صرف گھر کا کام کاج ہے، کسب معاش اور گھر کے کام کاج کے علاوہ سولہ یا چودہ گھنٹے روزانہ بچتے ہیں، آٹھ یا چھ گھنٹے آرام کرنا ہے باقی سب وقت فارغ ہے، اس وقت کی قدر نہیں کی جاتی اور اس وقت کو گانا سننے، ٹی وی دیکھنے، ہوٹلوں میں بیٹھنے، تاش کھیلنے اور لایعنی باتوں میں برباد کرتے ہیں، ان میں سے بہت سی باتیں گناہ ہیں اور جو گناہ نہیں، مثلاً لایعنی وہ باتیں بھی اس اعتبار سے نقصان دہ ہیں کہ جس وقت میں لایعنی بات کی اس وقت میں اللہ کا ذکر کر سکتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج سکتے تھے (لایعنی بات اس کو کہتے ہیں کہ جس میں دین ودنیا کا نفع نہ ہو اور اس میں گناہ کا پہلو بھی نہ ہو)۔ (جاری ہے)

تاجکستان میں اسلام اور مسلمانوں کا بڑھتا دائرہ

تاجکستان میں ایک بار پھر انسانی حقوق کے خلاف قوانین نافذ کئے جا رہے ہیں، اسی طرح کا ایک قانون یہ نافذ کیا گیا ہے کہ ۱۸ سال سے کم عمر کے بچے مساجد نہیں آسکتے اور نہ ہی وہ مساجد کے اندر دینی شعائر ادا کر سکتے ہیں، حکومت کے اس عمل کو تجزیہ نگاروں نے انسانی حقوق کے خلاف قرار دیا ہے اور اس پر نکتہ چینی کی ہے۔ امریکی اخبار "نیو یارک ٹائمز" کے مطابق تاجکستان کی حکومت اسلام اور اسلامی تعلیمات سے سخت خائف ہے اور وہ اسلام کے غالب آنے سے بڑی پریشانی میں ہے۔ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ تاجکستان میں حجاب، داڑھی، اسلامی لباس اور مصلے وجائے نماز کی دکانیں اور اسلامی شعائر کی تصاویر والی گھڑیاں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں، اسی کے ساتھ حکومت کے افراد اور کارندے دینی خطابات سے روکتے، اسلامی ویب سائٹس اور خاص مساجد کو بند کرنے اور خطبہ جمعہ پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں، اس سلسلہ میں حکومت نے اسلامی غلبہ کو روکنے کے لئے دوسرے ممالک کی اسلامی جامعات میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اپنے طالبا سے ملک واپس آنے کی درخواست کی ہے۔ (پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ۲۵ جنوری ۲۰۱۳ء)

مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں!

”بیادِ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نور اللہ مرقدہ“

حافظ محمد شاہد مدظلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

سچے عاشق کی بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو معشوق کی مرضی اور تابعداری میں فنا کر دے، اس راہ میں پیش آنے والے ناساعد حالات اور زمانے کی تلخیوں کو استقامت اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرے اور اپنے قول وفعل سے سچا عاشق ہونے کا ثبوت پیش کرے۔ الحمدللہ! ہم نے اپنے شیخ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نور اللہ مرقدہ کو اللہ جل شانہ اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اللہ پاک اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اکابرین کی محبت میں فنائیت کے درجہ میں پایا۔

حضرت شیخ مدنیؒ کو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی بہت سی اعلیٰ درجہ کی کامل صفات کا مظہر بنایا تھا۔ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ناموں کی عظمت، دینی شعائر کی عظمت، اہل علم اور طالبانِ علم کی عظمت، دین کے مختلف شعبوں میں کام میں منہمک علماء، مشائخ اور خدام سے تعلق، محبت، عظمت واکرام حضرت شیخ مدنی نور اللہ مرقدہ کی زندگی کے خاص اوصاف تھے۔

طائفہ عشاق میں سے پہلے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر تبلیغ اور ان کے وصال کے بعد حضرت کاندھلویؒ کے محبوب ومربی قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی اداؤں، محبتوں، تعلیمات اور عشق وسوز کو اپنے اندر سمویا۔ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری زندگی جن کا تذکرہ سنا اور زندگی کے ہر موڑ پر جن کو اسوہ بنایا وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی اور ان کے اکابر نور اللہ مراقدہم تھے۔

کبھی فرماتے ”حضرت گنگوہیؒ اور حضرت سہارن پوری نور اللہ مراقدہم کے نام لیتے ہی منہ میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔“ اکثر فرماتے: ”حضرت گنگوہیؒ نے قیامت میں اپنے تعلق والوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع ہونے کی جو بشارت ارشاد فرمائی، امید ہے اللہ جل شانہ اپنے فضل خاص سے ہمیں بھی جمع فرمادے گا۔“ (راقم الحروف کی اپنے لئے بھی اس کریم ذات سے یہی دعا ہے)۔ اکثر فرماتے: ”مالک کا کتنا کرم ہے کہ اس نے بہت سی اعلیٰ صفات کا حامل ایک انسان یعنی حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ دکھایا اور طویل صحبت عطا فرمائی۔“ اور اکثر مکمل شرح صدر کے ساتھ فرماتے سنا گیا کہ: ”کتنی ہی جدت اور ہم عصروں کے نمونے میرے سامنے پیش کر دو، میں اپنے اکابر نور اللہ مراقدہم کے نظریات سے ذرہ برابر بھی ہٹنے والا نہیں۔“ اکثر مجالس، بیانات نصائح اسباق، یہاں تک کہ نجی گفتگو اور شادی بیاہ تک میں حضرت شیخ مدنیؒ کو بے شمار لوگوں نے اکابر کا تذکرہ، ان کے ملفوظات، اکابر کی دین اسلام کے لئے قربانیاں اور اکابر کے حالاتِ زندگی سناتے ہوئے پایا۔

فنائیت ومحبتِ شیخ کا یہ عالم کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کا اندازِ گفتگو، گفتگو کے وقت چہرے کا اتار چڑھاؤ تک محفوظ فرمایا بلکہ ہمیں یوں فرماتے ”غور سے دیکھو! حضرت شیخ الحدیثؒ کو ہم نے اس طرح واقعات سناتے، ڈانٹتے، شفقت فرماتے، تربیت فرماتے اور قریب فرماتے ہوئے دیکھا“۔ گویا جس طرح جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو اپنے اندر سمونے کی ساری عمر کوشش فرمائی، حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے اس پر مکمل پیروی کر کے دکھائی۔

حضرت نے اپنے اکابر سے امت محمدیہ کا غم پایا، اس کو اپنا مشن ومقصد بنایا اور عملی زندگی میں اپنی جان، مال، وقت، صلاحیتیں، یہاں تک کہ اپنی جوانی اور بڑھاپے تک کو اس مشن میں کھپا دیا۔ اس مقصد کے لئے اپنی ساری اولاد اور متوسلین کو نہ صرف تربیت اور نگرانی کر کے لگایا بلکہ ہمیشہ اس مشن کو فکر اور ہمت سے اپنے اکابر کے طرز پر آگے بڑھانے کی وصیت فرماتے رہے، فرماتے ”جو ہمارے مشن کو آگے بڑھائے، اس میں کسی طرح جڑے اس کو ہم سے دعا کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ وہ ہماری دعاؤں میں شامل ہے“۔ اکثر فرماتے ”ایک دعا کرانا اور ایک ہے دعا لینا، اکابر کی منشا کے مطابق چلنے والا خود بخود ان کی دعائیں لے لیتا ہے“۔

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کو آخری سفر مدینہ منورہ سے قبل کراچی لایا گیا، جبکہ حضرت شیخ

الحدیثؒ صاحب فراش تھے قیام گاہ تک جانے کے لئے ہمارے حضرتؒ پیدل تشریف لے جارہے تھے، اس عاجز نے سواری پر باصرار تمام بیٹھنے کے لئے عرض کیا، قبول فرمالیا، فرمایا: ''چونکہ تم نے احسان کیا اس لئے بندہ بھی بدلہ میں تمہیں حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کرادیتا ہے۔'' مدینہ منورہ میں ایک لمبے عرصہ قیام کے دوران حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے خادم خاص اور حضرت کے دسترخوان کے ناظم رہے اوروں کی نسبت زیادہ قریب سے دیکھنے کا اور صحبت اٹھانے کا موقع ملا، حضرت کے در دولت پر بڑے بڑے اکابرین اور مشائخ کی نیاز مندانہ اور والہانہ حاضری کا ایک عرصہ تک مشاہدہ کیا۔ اس بنا پر حضرت شیخ الحدیث کا تذکرہ اکثر آبدیدہ ہوکر فرماتے اور ترنم سے پڑھتے:

دیر وحرم میں روشنی شمس وقمر سے ہو تو کیا
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

کبھی یہ شعر پڑھتے:

جس گل پہ دل دیا ہے جس پھول پر فدا ہوں
یا وہ بغل میں آئے یا جاں قفس سے چھوٹے

حضرت شیخ مدنیؒ کو اللہ جل شانہ نے بہت سی نمایاں صفات سے نوازا تھا، حضرت کا حافظہ بہت قوی تھا، ذہانت کے سب قائل تھے، زبردست مردم شناسی اور انتظامی صلاحیتوں سے اللہ پاک نے مالا مال کیا ہوا تھا، امیر تبلیغ حضرت مولانا یوسف صاحب اور حضرت شیخ الحدیث رحمہم اللہ نے ان خداداد صلاحیتوں کو محسوس فرماکر دین کے مختلف تبلیغی اجتماعات کا انعقاد کی تیاری، جماعتوں کی تشکیلات، بیرون ممالک کے اسفار نیز مدینہ منورہ میں تبلیغی مرکز مسجد نور اور علوم شرعیہ میں آنے والے وفود اور علماء، مشائخ و مہمانوں کی خاطر مدارات اور دوسری ذمہ داریاں حضرت مدنیؒ کے کندھوں پر ڈالیں۔ جنہیں حضرت نے انتہائی احسن طریقہ سے نبھاکر خوب دعائیں اور توجہات سمیٹیں۔

حضرت شیخ مدنیؒ کو ان کے اکابر نے اپنے ساتھ رکھ کر پرکھا اور تربیت فرمائی ان حضرات رحمہم اللہ کی دوراندیش نگاہوں نے پہچان لیا تھا کہ اللہ پاک کی ذات اس بندے سے مستقبل میں کوئی بڑا کام لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کا اندازہ حضرت شیخ مدنیؒ کی عین عالم شباب میں دنیاوی اعلیٰ تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر اللہ پاک اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعشق کے حصول کے لیے اپنے زمانے کے اللہ والوں کے در پہ حاضری اور سلوک واحسان کا راستہ طے فرمانے سے ہوتا ہے، اکثر ترنم سے پڑھتے:

غم عاشقی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

اس مکتب کے پہلے استاذ ومربی امیر تبلیغ حضرت مولانا یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، ہمیں حضرت کاندھلویؒ کی اپنے اوپر ہونے والی شفقتوں، انداز تربیت اور خصوصی توجہ کے اکثر واقعات سناتے۔ میں نظام الدین مرکز تبلیغ میں حضرت کاندھلویؒ کے گھنٹوں مسلسل ہونے والے بیانات کو لکھتا، دوران تقریر اگر حضرت کاندھلویؒ مجھے کسی کام سے بھیجتے تو بیان کو روک کر میرا انتظار فرماتے، میری واپسی پر بات دوبارہ شروع فرماتے۔ اس کے علاوہ حضرت کاندھلویؒ اپنی تقریر کے اختتام پر اللہ کے راستہ میں رخصت ہونے والی جماعتوں کو ہدایات دینا، ان کے رخ اور منزل کا تعین کرنا اور آنے والے مہمان و مشائخ کو کھانا کھلانے جیسی ذمہ داریوں کا بوجھ ہمارے کندھوں پر ڈالتے۔ اکثر سنا کہ ہم اور حضرت مولانا عمر پالن پوریؒ مل کر حضرت کاندھلویؒ کے مہمانوں کے کھانے کے ذمہ دار ہوتے، لیکن مجال نہ تھی کہ ہم حضرت کے دسترخوان پر بیٹھ جائیں، مرکز میں مجاہدہ ایسا کہ ایک کے بعد ایک ذمہ داری اس طرح سرانجام دیتے کہ کھانے کا بھی ہوش نہ رہتا۔ حضرت کاندھلویؒ کے سر پر تیل لگاتے اور بدن دباتے تو حضرت پیار سے ''ارے لونڈو'' کبھی ''ارے یارو'' کے شفقت آمیز الفاظ سے مخاطب فرماکر قصے، واقعات اور تربیتی فقرے سناتے۔ فرماتے ارے لونڈو! ہے تم میں کوئی رجل رشید جو دعاؤں کے ذریعہ آج کی رات اپنے رب کو رو رو کر اس بات پر منالے کہ سارے عالم میں ہدایت پھیل جائے۔ اس کے علاوہ حضرت کاندھلویؒ کی گھنٹوں طویل تقاریر کو اپنے دست مبارک سے قلم بند فرماکر محفوظ کیا۔ (ان تقاریر کو حضرت نور اللہ مرقدہ کے بچپن کے ایک مخلص اور عصری تعلیم کے ساتھی الحاج بھائی عتیق صاحب نے حضرت کی زندگی میں مشاورت کے ساتھ سلسلہ وار شائع کرنا شروع کیا تھا، الحمدللہ! یہ سلسلہ جاری ہے اور اس کی دو جلدیں ''بیانات حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ'' کے نام سے منظر عام پر بھی آچکی ہیں)۔

پاکستان کے دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں پیدل جماعتوں کے ساتھ گھنٹوں بھوکے پیاسے چلنا، نامساعد حالات کے باوجود مرکز کی تشکیل پر نئے علاقوں میں اجتماع کے لئے پہلے سے پہنچ کر اس علاقے کے لوگوں پر محنت، کام کی فضا بنانا، اجتماع کی تیاری، اس وقت کی جماعتوں کے چنے کھاکر مجاہدہ کے ساتھ کام میں لگے رہنا، راتوں کو اٹھ کر امت کی ہدایت کے لئے اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش نیز بیرون ممالک کے اسفار مثلاً حجاز مقدس، بیت المقدس اور ملک حبشہ کے حالات حضرتؒ کی زبانی سن کر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ جوانی میں بھی اللہ پاک نے خوب دین کا کام لیا۔ اکثر یہ شعر پڑھتے:

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست
ترادارند جوانان سعادت مند، پند پیر دانا را

حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ کے وصال کے بعد حضرتؒ نے قطب الاقطاب حضرت شیخ

الحدیثؒ سے اپنے دامن میں لینے کی درخواست کی جسے شیخ الحدیثؒ نے خوشی سے قبول فرمالیا، بعد میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

''بھائی یحییٰ'' حضرت شیخ الحدیثؒ کی زبان مبارک سے نکلا یہ رس بھرا نام کچے گھر و مرکز نظام الدین کے بچوں، بڑوں، متوسلین، خادمین یہاں تک کہ خلفاء کرام کی زبانوں پر چڑھ گیا۔ شیخ الحدیثؒ کے اہل خاندان، حضرت صاحبزادہ مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم کی زبانی رائیونڈ وحجاز مقدس ملاقات پر خیر خیریت، سلام و پیغام ''بھائی یحییٰ سے ملنے کو بہت جی چاہ رہا ہے'' جیسے دیگر محبت بھرے پیغامات سن کر محسوس ہوتا جیسے کچے گھر کا ایک فرد کسی خاص مقصد و مشن کے لئے دوسری جگہ جا بسا ہو اور پیچھے اپنے خاندان والوں کے لئے اپنی یادیں چھوڑ گیا ہو۔

صاحبزادہ حضرت مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم کی کئی بیرون ممالک کے اسفار ومجالس میں حضرتؒ کے ساتھ محبت وشفقت آمیز مناظر دیکھے۔ ایک سفر حج میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا تینوں دنوں کی رمی ''بھائی یحییٰ'' کی معیت میں کرنے کے لئے انتظار و اصرار بھی یاد آتا ہے۔ اس کے علاوہ مفتی اعظم حضرت مفتی ولی حسنؒ باوجود استاذ ہونے کے ہمیشہ ''بھائی یحییٰ'' کے نام سے یاد فرماتے۔ اسی طرح دہلی برادری کے اکابر کو بھی اسی نام سے یاد کرتے سنا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں رہ کر جب جوہر کھلے تو خصوصی تربیت واصلاح کے ساتھ اعتماد فرماتے ہوئے مدینہ منورہ میں حضرت کی سرپرستی میں قائم قرآن کے مکتب کے نگران بنے، نیز حضرت شیخ الحدیثؒ کے آستانہ پر آنے والے علماء، مشائخ ومہمان حضرات کے میزبان اور رقومات کے امین بھی رہے۔

ہمارے حضرتؒ ہماری تربیت کے لئے اکثر فرماتے کہ شیخ الحدیثؒ کے ہاں نہ رہنا آسان تھا اور نہ ان کو چکر دینا آسان۔ حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے لوگوں کی پوری پوری نگرانی فرماتے اور ان کے تعلقات وغیرہ کو جانچ کر اعتماد فرماتے۔ اکثر الحمدللہ کے ساتھ فرماتے کہ ہمارے حضرت شیخ الحدیثؒ وصال سے پہلے ہم سے خوش اور راضی رہے۔ اپنے شیخ کی شفقتوں اور اعتماد کا نتیجہ تھا کہ شیخ الحدیثؒ کے خلفاء اور دوسرے علماء ومشائخ کے بھی منظور نظر بنے جہاں اور اکابر کو کثرت سے جامعہ معہد الخلیل میں آتے دیکھا وہیں شیخ الحدیثؒ کے خلفاء میں سے مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمود الحسن رحمہ اللہ جب بھی چند گھنٹے یا کچھ دنوں کے لئے کراچی تشریف لاتے تو معہد الخلیل الاسلامی کی حاضری لازمی ہوتی اور کراچی کے سفر کا اکثر حصہ حضرت کے ساتھ گزارتے اور حضرت ہی ان کے پورے سفر کے نظام کے ذمہ دار ہوتے۔

ایک سفر میں حضرت مفتی صاحبؒ اچانک بغیر اطلاع کے آئے اور معہد الخلیل میں حضرتؒ کے سیڑھیوں کے نیچے دفتر اہتمام کے ٹوٹے فرش کے ملبہ پر بیٹھ کر اکابر کے واقعات سنانے شروع کئے، اس دوران دیکھا حضرت مفتی صاحبؒ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں اور درد سے فرما رہے ہیں کہ اب تو اکابر کے تذکرے سننے سنانے والے بھی نہ رہے۔

حضرتؒ کے اکابر و اساتذہ میں سے حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے تعلیم وتربیت کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے محمد بنوری کو، اسی طرح حضرت مولانا عاشق الٰہی ثم المہاجر المدنیؒ نے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب حفظہ اللہ کو حضرت شیخؒ کے حوالے فرمایا۔ افسوس! ہم نے اپنے بڑوں کے مقام کو نہ پہچانا، افسوس! ہم نے اپنے بڑوں کی قدر نہ کی، اگر ہم بھی اپنے بڑوں کے مقام کو پہچان کر ان کی قدر کرتے، اطاعت کرتے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے تو یقیناً ہم بھی ان خوش بخت لوگوں میں ہوتے جنہوں نے دنیا میں اللہ پاک اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی زندگی گزار کر دنیا وآخرت میں فلاح پائی۔ یہ صدا اور دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی آواز آقائے دوجہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے تھی، جو رب العالمین نے ہم سب کے محبوب حضرت شیخ مولانا یحییٰ مدنی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کے دل میں پیدا فرمائی تھی۔ افسوس صد افسوس اگر اس طرح کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ہم سب نے بھی نہ پوری طرح حضرت شیخ مدنیؒ کی تعلیمات کو سمجھا، نہ ان کے مقام کو پہچانا اور نہ ان کی کما حقہ قدر کی۔

اور اس کا تدارک اب بھی ممکن ہے اگر ہم حضرتؒ کی تعلیمات اور حضرتؒ کے لگائے ہوئے پودے اور سلسلے کو آگے لے کر چلیں تو ان شاء اللہ! کچھ نہ کچھ مداوا ہو جائے گا۔

حضرت اقدسؒ کی خودنوشت سوانح:

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خود نوشت سوانح میں کچھ اس طرح تحریر فرمایا: ''بندہ کا تعلق دہلی کی پنجابی برادری کے ایک تاجر گھرانے سے ہے، اس برادری کا شعار صوم وصلوٰۃ کی پابندی، فریضہ حج کی ادائیگی، علماء کے ساتھ محبت، ان کے درس قرآن کے حلقوں میں بیٹھنا اور ان کی خدمت ومدارات کرتا رہا ہے۔ اگر اس سے آگے بڑھے تو خاندان کے کسی ایک دو افراد کو قرآن پاک حفظ کرادیا۔ بس اس کے علاوہ تجارت میں مشغولی وانہماک، بچے اسکول میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ چھٹی کے بعد شام کو دکانوں پر بلالئے جاتے ہیں تاکہ بے کار فضولیات میں بھی نہ پڑیں اور ابتداء ہی سے تجارت گھٹی میں پڑے۔ میرے دادا، تایا، والد سب کے سب بسلسلہ تجارت دہلی سے مشرقی پنجاب کے شہر لدھیانہ میں آکر اقامت پذیر ہوگئے تھے۔ میری

پیدائش لدھیانہ میں ہوئی۔

پانچ برس کی عمر میں ایک استانی صاحبہ کے پاس ناظرہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا، جبکہ مجھ سے بڑے بھائی (دہلی برادری کی ایک معروف اور ہردلعزیز شخصیت الحاج حضرت حافظ فیروز صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ) ایک ممتاز قاری صاحب کے پاس قرآن پاک حفظ کررہے تھے بندہ کی طبیعت کا میلان اسکول کی طرف تھا، چنانچہ بغیر تکمیل ناظرہ کے اسکول میں داخلہ ہوگیا۔ ایک دوسال بعد تقسیم ہند کا سانحہ پیش آگیا جس کی وجہ سے والدین کے ہمراہ لاہور اور اس کے بعد مستقلاً کراچی آنا ہوگیا، لدھیانہ میں جبکہ میری عمر پانچ، سات سال کے درمیان ہوگی، ایک مرتبہ حضرت شاہ مولانا عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی آمد پر زیارت ہوئی تھی۔

کراچی میں آکر چوتھی جماعت میں پھر داخلہ لیا۔ ۱۹۵۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اسی دوران تبلیغی جماعت سے تعلق ہوگیا اور یہی تعلق بندہ کو دین کی طرف راغب کرنے والی سب سے پہلی شکل وحید تھی، اسکول کالج کی تعلیم کے ساتھ اس کام سے تعلق بڑھتا گیا۔

کالج میں انٹر سائنس تک تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد رائیونڈ کا قیام کرلیا ۵۹ء تا ۶۴ء رائیونڈ، نظام الدین، حجاز، اردن، شام، عراق، کویت، بحرین، سوڈان، حبشہ جماعتوں کے ساتھ آنا جانا رہا۔

بندہ امیر تبلیغ حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ سے بیعت تھا اور مستقل تبلیغ میں تھا، اس بنا پر حضرت جی کی عنایات بہت تھیں۔ ایک خاص بات جو حضرت جی میں تھی کہ وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کے عاشق تھے اور دل سے مطیع تھے، حضرت شیخ کو اپنا محسن عظیم اور اپنے تبلیغی کام کا سرپرست سمجھتے تھے۔"

ہمارے حضرت شیخ مدنیؒ کو اللہ جل شانہ نے بہت سی نمایاں صفات سے نوازا تھا۔ حضرت کا حافظہ بہت قوی تھا، ذہانت کے چھوٹے بڑے سب ہی قائل تھے، زبردست مردم شناسی، فرق مراتب، صائب الرائے، طبعاً متواضعانہ و انکسارانہ مزاج، قائدانہ صلاحیت، منفرد انداز تربیت، استقامت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں پیچیدہ حالات کا مقابلہ، امت محمدیہ کا درد، رجوع الی اللہ، عشق رسول، اکابرین علماء دیوبند کے خوشہ چیں اور بے پناہ انتظامی صلاحیتوں جیسی خوبیوں سے آراستہ تھے۔

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی ذات اقدس کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اخلاص وللٰہیت کا یہ عالم کہ لاکھوں دلوں کے بدلنے اور مخلوق خدا کو اپنے پاک رب سے ملانے کا سبب بن گئے جسکا منہ بولتا ثبوت ان کی کتاب فضائل اعمال دنیا کی کم وبیش پچاس سے زائد زبانوں میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں پڑھی جانے والی کتاب ہے، ہمارے حضرتؒ نے امیر تبلیغ حضرت جیؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک مخلص کے ذریعہ بیعت کی درخواست کی، جسے شیخ الحدیثؒ نے قبول فرماکر بیعت فرمایا۔

مشہور ہے سونے کو آگ کی بھٹی میں پکایا جائے تو وہ خالص اور کندن بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح اللہ والے بھی اپنی صحبت میں رکھ کر خالص اور کندن بنانے کا کام کرتے ہیں۔ آپؒ بھی ایک لمبا عرصہ اپنے شیخ کے پاس مدینہ منورہ میں رہ کران مراحل سے گذرے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اساتذہ و اکابر کے مشورہ اور دعاؤں سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں دورۂ حدیث تک حضرت مولانا یوسف بنوریؒ اور حضرت مفتی ولی حسنؒ اور دیگر اساتذہ کے خصوصی سایۂ شفقت میں تعلیم حاصل کی، وفاق المدارس العربیہ کے امتحان میں پورے پاکستان میں پوزیشن حاصل کی۔ جامعہ سے فراغت کے بعد اپنے اساتذہ اور جامعہ کے مہتمم صاحب کے مشورہ سے اپنی مادر علمی میں اعزازی استاذ مقرر ہوئے۔ یہ تمام قرائن حضرت کے مستقبل کی طرف اشارہ دے رہے تھے۔ (جاری ہے)

چتوکی میں مولانا شجاع آبادی کی تشریف آوری

چتوکی (مولانا عبدالرزاق مجاہد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۲۲ر مارچ ۲۰۱۳ء کو چتوکی کے ایک روزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے، جہاں آپ نے چک ۳۰ دیرم میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا بعد نماز جمعہ قاری محمد عثمان کے مدرسہ میں ظفر نامی قادیانی سے گفتگو رکھی ہوئی تھی۔ مولانا نے تین سے ساڑھے پانچ بجے تک اس کا انتظار کیا، لیکن قادیانی کو آنے کی جرأت نہ ہوسکی، چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا ہارون الرشید، ناظم اعلیٰ قاری نور محمد شاکر، مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ ضلع قصور، قاری عبدالرزاق خطیب جامع مسجد کھڈیاں سے مختلف امور پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد نماز عصر وکیل ختم نبوت جناب منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ کے آبائی گاؤں تشریف لے گئے، جہاں وکیل صاحب کے بھائیوں اور دوسرے احباب سے ان کے والد گرامی کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد "موت کی تیاری" کے عنوان پر خطاب کیا اور مرحوم کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی۔ بعدازاں ایڈووکیٹ منظور احمد نے انہیں انجمن صیانۃ المسلمین کے مرکز جامعہ صیانۃ العلوم سندر میں پہنچایا، اگلے روز مولانا شجاع آبادی نے جامعہ صیانۃ العلوم سندر میں منعقدہ مجلس صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع سے خطاب کیا۔ مجلس صیانۃ المسلمین کی بنیاد حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے رکھی اور حضرت والا کے خلفاء کرام اس کی سرپرستی فرماتے ہیں، اب مفتی وکیل احمد شیروانی، مولانا عبدالریان سلیمی، مولانا بلال اشرف اس کاروان کو سنبھالے ہوئے ہیں اللہ پاک تمام مراکز دینیہ کی حفاظت فرمائیں۔

قضائے حاجت سے متعلق شرعی احکام

مفتی محمد راشد ڈسکوی

"جی ہاں، کیوں نہیں!! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سب کچھ ہی سکھلایا ہے اور استنجے سے متعلق بھی ضروری ہدایات دی ہیں۔" یہ تاریخی کلمات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان مشرکین کے جواب میں ارشاد فرمائے تھے جو بطور استہزاء اور طنز کہہ رہے تھے کہ "تمہارے نبی تو (عجیب نبی ہیں جو) تمہیں ساری ہی باتیں سکھلاتے ہیں حتیٰ کہ پیشاب پاخانہ کرنے کے طریقے بھی" تو ان کے جواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا، وہ سرکار دو جہاں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی جامعیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دین متین کی کامل تبلیغ کی واضح طور نشاندہی کرنے والا ہے، یہ دین اسلام کا اعجاز ہے کہ حضرت انسان سے صادر ہونے والے ہر ہر کام سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات موجود ہیں، ان ارشادات کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے والے ہی مسلمان کہلوانے کا مستحق اصلی ہے، ورنہ ڈر ہے کہ ناقص دین کی وجہ سے کل بروز قیامت ﴿وامتازوا الیوم أیھا المجرمون﴾ کہہ کے اس کو مجرمین کی صف میں ہی نہ کھڑا کر دیا جائے!!

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں کہ (بعض مشرکین کی طرف سے استہزاء اور طنز کے طور پر) ان سے کہا گیا کہ تمہارے پیغمبر نے تو تم لوگوں کو ساری ہی باتیں سکھائی ہیں، یہاں تک کہ پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی! حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ہاں! بے شک (انہوں نے سب ہی کچھ سکھایا ہے اور استنجے کے متعلق بھی ضروری ہدایات دی ہیں، چنانچہ) انہوں نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے کہ پاخانہ یا پیشاب کے وقت ہم قبلہ کی طرف رُخ کریں یا یہ کہ ہم داہنے ہاتھ سے استنجا کریں، یا یہ کہ ہم استنجے میں تین پتھروں سے کم استعمال کریں، یا یہ کہ ہم کسی چوپائے (اونٹ، گھوڑے یا بیل وغیرہ) کے فضلے (گوبر اور لید وغیرہ) یا ہڈی سے استنجا کریں۔

حدیث مبارکہ سے مستفاد امور:

علامہ طیبیؒ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں، کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حکمت سے بھرپور جواب دیا، وہ اس طرح کہ اس مشرک نے جب استہزاءً پوچھا تھا تو حق یہ تھا کہ اس کو منہ توڑ جواب دیا جاتا، یا اس کے جواب میں بالکلیہ خاموشی اختیار کی جاتی لیکن آپ نے اس کی بات اور اس کے استہزاء کی کوئی پروا نہیں کی اور ایسا جواب دیا جو ایک شیخ اپنے مرید کی راہنمائی کرتے ہوئے دیتا ہے، یعنی: اس استہزاء کرنے والے کو یہ فرمایا کہ "یہ کوئی قابل استہزاء بات نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک اٹل حقیقت اور قابل اعزاز بات ہے، اور جب ایسا ہے تو تم پر لازم ہے کہ ہٹ دھرمی چھوڑ اور صراط مستقیم کو اختیار کرو، یہ صراط مستقیم تمہارے باطن اور ظاہر کو پلیدگیوں اور نجاستوں سے پاک کر دے گی۔" (فتح الملہم، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ، ۲/۱۱۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں پیشاب پاخانہ کرنے سے متعلق چار ہدایات ارشاد فرمائی ہیں:

قضائے حاجت کے وقت کس طرف منہ کیا جائے؟

نمبر ۱:........قضائے حاجت کے وقت اس طرح بیٹھا جائے کہ قبلے کی طرف نہ منہ ہو اور نہ ہی پیٹھ۔ یہ حکم قبلہ کے ادب و احترام اور تقدس کی خاطر تھا کہ کوئی بھی ذی شعور انسان جو لطیف اور روحانی حقیقتوں کا ادراک کرنے والا ہو وہ اس موقعہ پر کسی مقدس اور محترم چیز کی طرف منہ یا پشت کرنے کو بے ادبی شمار کرتے ہوئے اس طرز کے اپنانے سے گریز کرے گا۔

استنجاء کس ہاتھ سے کیا جائے؟

نمبر ۲:........دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ اس عمل کے لئے اپنا دایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فوقیت دی ہے، اس ہاتھ کو اعلیٰ، محترم، مقدس، صاف ستھرے اور نفیس کاموں کے لئے تو استعمال کیا جاسکتا ہے، گھٹیا اور رذیل کاموں کے لئے نہیں، چناں چہ! دائیں ہاتھ کے شرف و احترام کی وجہ سے استنجا کرتے ہوئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

کتنے ڈھیلوں سے استنجاء کیا جائے؟

نمبر ۳:........تیسری ہدایت یہ کی گئی ہے کہ استنجے کے لئے کم از کم تین ڈھیلوں کو استعمال کیا جائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر صفائی تین پتھروں سے کم میں پوری طرح نہیں ہوتی، اس لئے حکم

دیا گیا کہ تین پتھر استعمال کر کے اچھی طرح اور مکمل صفائی کی جائے، چنانچہ! اگر کسی شخص کی صفائی تین پتھروں سے حاصل نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تین سے زائد پتھر استعمال کرے حتیٰ کہ کامل صفائی ہوجائے۔ نیز! حدیث مذکور میں پتھر کا ذکر کیا گیا ہے، یہ اس زمانے میں ملنے والی عام چیز کی وجہ سے تھا، موجودہ دور میں شہروں میں بنے ہوئے پختہ بیت الخلاء میں بوجہ گندگی پھیلنے کے اگر پتھروں کی جگہ استنجے کے لئے تیار کئے گئے خاص کاغذ (جسے ٹوائلٹ پیپر کے نام سے پہچانا جاتا ہے) استعمال کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، اسی طرح ہر وہ پاک چیز جس سے صفائی کا مقصد حاصل ہوسکتا ہو اور اس کا استعمال اس کام کے لئے موضوع بھی ہو اور جسم کے لئے نقصان دہ بھی نہ ہو۔ (ڈھیلوں سے استنجے کرنے کے متعلق مزید تفصیل آگے رہی ہے)

جانوروں کے فضلات سے استنجاء کرنے کا حکم

نمبر:۴......چوتھی ہدایت یہ دی گئی ہے کہ استنجا کے لئے کسی جانور کی گری پڑی ہڈی یا ان کے فضلے (لید، گوبر وغیرہ) کو استعمال نہ کیا جائے، دراصل اس طرح زمانہ جاہلیت میں کرلیا جاتا تھا، حالانکہ یہ فطرت سلیمہ کے خلاف اور بڑے گنوار پن کی بات ہے۔ احادیث مبارکہ میں متفرق طور پر قضائے حاجت سے متعلق بہت سے احکامات مذکور ہیں، نیز! فقہاء کرام نے ان احادیث کی روشنی میں بہت سے مسائل کتب فقہ میں ذکر کئے ہیں، ذیل میں قضائے حاجت سے متعلقہ مختلف بعض اہم مسائل نقل کئے جاتے ہیں، تاکہ ہم اپنا یہ عمل بھی شریعت کے مطابق انجام دے سکیں:

قضائے حاجت سے قبل کی مسنون دعا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حاجت کے ان مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں، پس تم میں سے جب کوئی بیت الخلاء جائے تو چاہئے کہ پہلے یہ دعا پڑھے، أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ" [یعنی: کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے]۔

عن زید بن أرقم، عن رسول اللہ ﷺ قال: "إن هذه الحشوش مُحتضرةٌ، فإذا أتى أحدكم الخلاء فليقل: أعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الخُبُثِ وَ الخَبَائِثِ." (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة)

اس دعا کی حکمت اور فائدہ یہ ہے کہ اس دعا کی برکت سے انسان شریر جنات کے اثرات سے محفوظ ہوجاتا ہے، کیوں کہ یہ گندی جگہیں جنات وشیاطین کا مسکن ہوتی ہیں اور یہ مخلوق ان جگہوں پر آکر فراغت حاصل کرنے والوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی ہے، اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس بات کی تعلیم دی گئی کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے ایسی جگہوں پر جاؤ تو ان کے شرور سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آجایا کرو، چناں چہ روایات میں آتا ہے کہ اس دعا کے پڑھنے والا شریر جن اور شریر جنیوں کے اثرات سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

قضائے حاجت سے فراغت کے وقت کی دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تو "غُفْرَانَکَ" کہتے تھے[یعنی: اے اللہ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کا سوال کرتا ہوں]۔

عن عائشة، قالت: ما خرج رسول اللہ ﷺ من الغائط إلا قال: "غُفْرَانَکَ." (السنن الکبری للنسائي، کتاب الطهارة، ما يقول إذا خرج من الخلاء، رقم الحديث: ۹۸۲۵، مؤسسة الرسالة)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ أَذْھَبَ عَنِّيْ الْأَذٰی وَعَافَانِيْ"۔ [یعنی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے مجھ سے گندگی دور کی اور مجھے تکلیف سے عافیت دی]۔ درحقیقت یہ دعا بہت ہی اہمیت کی حامل ہے، اس لئے کہ انسان جو کچھ بھی کھاتا ہے، اس کا ایک حصہ جسم کے لئے تقویت کا باعث بنتا ہے، اور ایک حصہ بطور فضلہ جسم سے خارج ہوجاتا ہے، اس غذا کا جسم سے خارج ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اگر یہ فضلہ جسم سے نہ نکلتا تو انسان کے لئے بہت تکلیف دہ اور بے شمار بیماریوں کا باعث بنتا ہے، اس دعا میں اللہ کی اس نعمت پر شکر ادا کرنا ہے، کہ اس نے ہمیں اس گندگی سے نجات دی، اس کو "أَذْھَبَ عَنِّيْ الْأَذٰی" سے تعبیر کیا، اسی کے مناسب "غُفْرَانَکَ" کے ساتھ کی جانے والی دعا ہے، حکمت اور مقصد اس دعا کا یہ ہے کہ اے اللہ جیسے تو نے میرے جسم سے زائد فضلات کو دور کر کے مجھے گندگی سے نجات عطا فرمائی اور مجھے عافیت جیسے عظیم نعمت نصیب فرمائی، ایسے ہی تو میرے باطن کو صاف فرمادے اور میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ہم پر ایک اور انعام کیا کہ اس نے جسم سے ساری کی ساری غذا نہیں نکال دی کہ اگر ایسا ہوجاتا تو ہم زندہ ہی نہ رہتے، اس نعمت کے شکر کو "وَعَافَانِيْ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ان دونوں دعاؤں "غُفْرَانَکَ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ أَذْھَبَ عَنِّيْ الْأَذٰی وَعَافَانِيْ" کو جمع کر کے پڑھا جائے، البتہ اگر کسی کو دوسری دعا نہ آتی ہو تو پھر صرف "غُفْرَانَکَ" پڑھ لیا جائے اور دوسری دعا کو بھی یاد کیا جائے۔

بیت الخلاء اور غسل خانہ اکٹھا ہونے کی صورت

سانحہ کہہ لیجئے!

پا لیا اس کا نتیجہ، مل گیا اس کا ثمر — ہم غلط لوگوں سے اکثر دوستی کرتے رہے
کانپ اٹھتا ہوں سیاسی نٹ کھٹوں کو دیکھ کر — کیسے کیسے لوگ اپنی رہبری کرتے رہے
سانحہ کہہ لیجے لیکن ہمارے رہنما — نام پر جمہوریت کے رہزنی کرتے رہے

شورش کاشمیریؒ

میں دعائیں کس جگہ پڑھی جائیں؟

آج کل گھروں میں باتھ روم، حمام، واش بیسن وغیرہ اکٹھے بنے ہوتے ہیں، اس صورت میں جب قضائے حاجت کے لئے ان جگہوں میں داخل ہوں تو غسل خانے میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھے، پھر داخل ہوں، اور جب فارغ ہو کر کے نکلیں تو نکلنے کے بعد دعا پڑھیں۔

نیز! اگر قضائے حاجت کسی میدان، جنگل یا صحراء وغیرہ میں کرنی پڑے تو اس صورت میں قضائے حاجت سے پہلے پڑھی جانے والی دعا ستر کھولنے سے قبل پڑھے اور قضائے حاجت کے بعد پڑھی جانے والی دعا ستر چھپا لینے کے بعد پڑھے۔

اسی کی طرف حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی اشارہ موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کے پڑھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ”جب تم بیت الخلاء میں داخل ہو، یا داخل ہونے کا ارادہ کرو تو یہ......(مذکورہ بالا دعا) پڑھ لو۔“ (السنن الکبری للنسائی، کتاب الطھارۃ)

البتہ! اس جگہ ایک بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ اوپر ذکر کردہ لفظ ”بیت الخلاء“ سے مراد زمانہ ماضی کے وہ بیت الخلاء ہیں، جہاں قضائے حاجت کر لینے کے بعد گندگی و نجاست پڑی رہتی تھی، بعد میں اسے اکٹھا کر کے دور جنگل وغیرہ میں جا کر پھینکا جاتا تھا، موجودہ دور کے پختہ رنگ سنگ مرمر کے بنے ہوئے بیت الخلاء اس مفہوم سے بالاتر ہیں، پس اگر اس قسم کے بیت الخلاء میں گندگی وغیرہ پھیلی ہوئی نہ ہو تو اس میں دعا ستر کھولنے سے قبل پڑھ لی جائے تو بھی گنجائش ہے، کیوں کہ ان بیت الخلاؤں میں دعا پڑھنے کی صورت میں وہ خرابی نہیں ہے جو گندگی والے بیت الخلاء میں لازم آتی تھی۔ لیکن اس صورت میں بھی بہتر یہی ہے کہ دعا بیت الخلاء سے باہر پڑھ کے داخل ہوا جائے۔

بیت الخلاء میں زبان سے کلمہ پڑھنے اور قرآن پاک کی تلاوت کا حکم:

بیت الخلاء میں زبان سے کلمہ پڑھنا، کوئی بھی ذکر کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا یا اندر جا کر دعاء مسنونہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ البتہ دل ہی دل میں ذکر کرنا یا چھینک وغیرہ کے جواب میں دل میں ہی ”الحمدللہ“ کہنا جائز ہے۔

بیت الخلاء میں لفظ ”اللہ“ والی انگوٹھی یا لاکٹ پہن کے جانے کا حکم:

بیت الخلاء میں ایسی انگوٹھی یا لاکٹ پہن کے جانا، جس پر لفظ ”اللہ“ لکھا ہوا ہو، جائز نہیں ہے، ایسی انگوٹھی یا لاکٹ باہر رکھ کے پھر داخل ہونا چاہئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو اپنی انگوٹھی اتار کر باہر ہی رکھ دیتے تھے۔

البتہ یہ چیزیں (انگوٹھی، لاکٹ اور کاغذ وغیرہ) کسی چیز میں لپٹی ہوئی (یعنی: چھپی ہوئی) ہوں یا جیب میں ہوں یا لاکٹ گریبان میں قمیص کے نیچے چھپا ہوا ہو تو ان اشیاء کے ساتھ ہی بیت الخلاء میں جانے کی گنجائش ہے، لیکن بہتر پھر بھی یہی ہے کہ یہ اشیاء باہر رکھ کے اندر جائیں۔

کن چیزوں سے استنجاء کرنا جائز ہے اور کن سے ناجائز؟

کاغذ، خوراک، گوشت، درخت کے پتوں، نجس اشیاء، ہڈی، لید، گوبر، شیشہ، پختہ اینٹ، کوئلہ، [پختہ ٹھیکری، بالوں اور اسی طرح دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے، اس کے علاوہ ہر ایسی چیز جو قابل احترام نہ ہو، خوراک نہ ہو، جسم کے لئے نقصان دہ بھی نہ ہو اور قیمتی بھی نہ ہو تو اس سے استنجا کرنا جائز ہے۔

ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا حکم:

اگر کوئی شخص پانی سے استنجاء کرنے کی بجائے صرف ڈھیلوں سے استنجاء کرنا چاہے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر پیشاب مخرج (شرم گاہ کے مخصوص حصے) سے تجاوز کر (کے پاکی کی جگہ کی طرف بڑھ جائے اور زائد کی مقدار ایک درہم (یعنی ہتھیلی کی چوڑائی) سے زائد نہیں ہوئی تو بغیر دھوئے صرف ڈھیلے کے استعمال کرنے سے طہارت حاصل ہو جائے گی اور پاخانہ کا حکم یہ ہے کہ اگر ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کے بعد گندگی مخرج سے باہر اتنی زیادہ پھیل گئی کہ اس کا وزن ایک مثقال (یعنی: 5 ماشہ یا 4،86 گرام) سے کم ہو تو طہارت (پاکی) حاصل ہو جائے گی اور اگر اس سے زیادہ ہو تو پاکی حاصل نہیں ہوگی۔ لیکن مخرج سے تجاوز کرنے والی مقدار اگر درہم کی مقدار سے زائد ہو تو اسے بلا عذر دھوئے بغیر چھوڑ دینا اور اسی طرح نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (جاری ہے)

۳۲ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈوآدم

میں پیش کی جانے والی قراردادیں!

☆ یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت قانون کو مؤثر بنانے سے متعلق ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کی تازہ سفارشات پر عملدرآمد کروایا جائے۔

☆ یہ اجتماع لاہور میں ایک گستاخ رسول کی وجہ سے اس کے دیگر رشتہ داروں کے گھر جلائے جانے کی بھرپور انداز میں مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ لاہور واقعے کے اصل حقائق عوام کے سامنے لاکر اصل مجرم کو سزائے موت دی جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جہاد کے منکرین قادیانیوں کے پاک فوج سے انخلاء کو یقینی بنائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی بیوروکریسی سے قادیانیوں کو نکالا جائے اور ان کی جگہ سچے اور باکردار مسلمان افسر لائے جائیں۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال کرنے سے روکے۔

☆ یہ اجتماع تمام مسلمانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا واسطہ دے کر مطالبہ کرتا ہے کہ عام انتخابات میں کسی بھی ایسی جماعت کو ووٹ نہ دیں جو کسی بھی طریقے سے بدترین گستاخان رسول قادیانیوں کی حامی ہو، بلکہ ہر مسلمان عام انتخابات میں ایسی سیاسی جماعت کا بھرپور مقابلہ کرے۔

☆ حکومت فوری طور پر قادیانیوں کی تمام تر دل آزار اور توہین رسالت پر مبنی کتب پر پابندی لگائے۔

☆ یہ اجتماع ملک بھر میں ہر مسلک کے علماء اور قائدین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دشمن ''قادیانی'' کو پہچانیں اور آپس کے اختلافات کو ختم کرکے ''عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی تردید'' کے لئے متحد ہوں۔

☆ یہ اجتماع ضلعی اور صوبائی انتظامیہ کی جانب سے ختم نبوت کانفرنس ٹنڈوآدم کے انعقاد میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ ڈالے بغیر مکمل تعاون پر انتظامیہ کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

☆ یہ اجتماع مناظر اہل سنت مولانا عبدالستار تونسویؒ، فدائے ختم نبوت مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ کی وفات حسرت آیات پر اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس دارالافتاء مفتی عبدالمجید دین پوریؒ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا اجمل شاہین، سید کمال شاہ سمیت جامعہ احسن العلوم، جامعہ بنوری ٹاؤن کے طلباء اور علماء کی تسلسل کے ساتھ شہادتوں پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ تمام علماء اور طلباء کے قاتل بے نقاب کئے جائیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کو بھرپور سیکیورٹی فراہم کی جائے۔

☆ یہ اجتماع سپریم کورٹ آف پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ علماء اور عوام کے قتل عام پر اپنے ''سوموٹو'' اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے فوری طور پر ایکشن لے اور انتظامیہ کی نااہلی اور قاتلوں کی عدم گرفتاری پر پولیس افسران کو برطرف کرے۔

☆ یہ اجتماع سپریم کورٹ آف پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں توہین رسالت، توہین قرآن اور امتناع قادیانیت لاء کے سینکڑوں مقدمات قادیانی حربوں کی وجہ سے التواء کا شکار ہیں سپریم کورٹ ان مقدمات پر بھی سوموٹو ایکشن لے کر انہیں جلدی نمٹانے کا آرڈر جاری کرے۔

☆ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، مفتی فخرالزمانؒ اور دیگر اکابرین ختم نبوت کے قاتل گرفتار کئے جائیں۔

اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہارات کے ذریعہ اپنی تجارت کو فروغ دے کر تردید قادیانیت کے مشن میں اپنا کردار ادا کریں اور قیامت کے دن شفاعت نبوی حاصل کریں۔

وقت زندگی ہے!

عبدالغفارعزیز

مسافر تباہ حال بستی سے گزرا تو پکار اٹھا: اب بھلا اس اوندھے منہ پڑی، کھنڈر بستی کو کیسے دوبارہ زندہ کیا جاسکے گا؟ خالق نے کہا: خود ہی مشاہدہ کرلو، فوراً اسے اور اس کی سواری کو موت کی نیند سلا دیا گیا، پورے سو سال مردہ حالت میں گزر گئے، پھر خالق نے اپنی قدرت سے مردہ جسم میں دوبارہ روح پھونکی اور پوچھا: کیا حال ہے، کتنا عرصہ گزر گیا؟ سو سال تک مردہ پڑے رہنے والے مسافر نے کہا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، خالق نے بتایا: تم نے پورے سو سال گزار دیئے، اب میری قدرت کا ایک منظر دیکھو، تمہارا گدھا بھی سو برسوں میں پیوند خاک ہوگیا ہے، لیکن تم اپنے ساتھ جو کھانا لے کر جارہے تھے وہ جوں کا توں پڑا ہے، باسی تک نہیں ہونے دیا گیا اور اب دیکھو ہم تمہارے گدھے کو کیسے زندہ کرتے ہیں، دیکھتے ہی دیکھتے راکھ بنی، ہڈیوں کا ڈھانچہ کھڑا ہوگیا، پھر ان پر ماس اور چمڑا منڈھ دیا گیا، تازہ دم سواری پھر سے تیار تھی، مسافر پکار اٹھا: ''پروردگار عالم! میں بخوبی جان گیا کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

سورۂ بقرہ میں تفصیل سے بیان کئے گئے اس واقعے سے کئی اسباق حاصل ہوتے ہیں، لیکن ایک اہم حقیقت جو اس منظر کی طرح دیگر کئی قرآنی مناظر سے بھی واضح ہوتی ہے، یہ ہے کہ گزرا ہوا وقت جتنا بھی طویل کیوں نہ ہو، مختصر ہی محسوس ہوتا ہے، بندہ اس حقیقت کا مشاہدہ واظہار آخرت میں بھی کرے گا اور قرآن کریم کے الفاظ میں یہی تکرار کرے گا: ''پروردگار! ہم تو دنیا میں ایک آدھ ہی دن گزار کر آئے ہیں'' ''ہم تو بس اتنی دیر دنیا میں رہے کہ ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرسکے، بس چند ساعتیں ہی گزاری ہیں، صرف چاشت کی کچھ گھڑیاں گزریں، حالانکہ ان سب لوگوں نے معمول کی زندگی گزاری ہوگی اور ان میں سے ایک بڑی تعداد کی پیٹھ پر گناہوں کا خوفناک انبار لدا ہوگا۔

گزرا وقت مختصر لگنے اور گزرنے والا وقت تیز رفتار ہونے کا مشاہدہ انسان کو دنیا میں بھی ہر وقت ہوتا رہتا ہے، جتنی بھی عمر گزر جائے، آنکھیں بند کرکے دیکھیں تو کل کی بات لگتی ہے، ابتدائی بچپن کی یادیں بھولے بسرے مناظر، گاہے اچانک مجسم صورت میں سامنے آن کھڑے ہوتے ہیں، پھر وقت کا حساب کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ اچھا! اتنا عرصہ گزر گیا۔

تازہ مثال دیکھ لیجئے، ابھی کل ہی ساری دنیا میں نئی صدی کے آغاز کا غلغلہ تھا، نئے ہزارے، نئے ملینیم اور اکیسویں صدی کے بارے میں مختلف تجزیئے اور تبصرے کئے جارہے تھے، طرح طرح کے دعوے، خدشے اور منصوبے سامنے آرہے تھے، وقت کی ایک ہی کروٹ میں آج ہم اس صدی کے پہلے ۱۲ سال پورے کرچکے ہیں، یکم جنوری ۲۰۱۳ء میں موجودہ ہر شخص صدی کے بارہ برس مکمل کرچکا ہے، پل جھپکنے میں گزرنے والے اس عرصے کا مطلب ہے کہ ہم میں سے ہر شخص نے ہزاروں دن گزار لئے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ اطلاع دے دی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ سال مہینے کی طرح گزر جائے گا، مہینہ ہفتے کی طرح، ہفتہ ایک دن، ایک ساعت کی طرح گزرتا دکھائی دے گا۔

(ترمذی شریف)

تیزی سے گزرتا یہ وقت ہی انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے، لیکن انسان اسی قیمتی متاع کے بارے میں ہی سب سے زیادہ غافل ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق اللہ کی عطا کردہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے کا شکار ہیں: ''صحت اور وقت فرصت'' صحت کی نعمت بھی اسی وقت قیمتی لگتی ہے جب بندہ اس سے محروم ہونے لگے، ایک عرب محاورہ کے مطابق ''صحت، صحت مندوں کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جو صرف بیماروں کو دکھائی دیتا ہے'' اور وقت کے بارے میں عرب شاعر کہتا ہے:

دقات قلب المرء قائلة له

ان الحیاة دقائق وثوان

یعنی: ''دل کی دھڑکنیں بندہ کو ہر دم سمجھا رہی ہیں کہ زندگی تو فقط یہی منٹ اور سیکنڈ ہیں۔''

ہر طلوع ہونے والا دن مخلوق میں منادی کرتا ہے:

''یا ابن آدم! إنا خلق جدید وعلی عملک شهید أفتزود منی فإنی إذا مضیت لا أعود إلی یوم القیامة۔''

ترجمہ: ''اے ابن آدم! میں نئی تخلیق ہوں، میں تمہارے عمل پر گواہ بنایا گیا ہوں، تم مجھ سے جتنا استفادہ کرسکتے ہو کرلو، میں چلا جاؤں گا تو پھر قیامت تک واپس نہیں لوٹوں گا۔''

صرف یہی نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتادیا کہ تیزی سے گزرنے والے ان لمحات کے بارے میں ہر انسان جوابدہ ہوگا، روز محشر کسی شخص کو تب تک قدم نہیں ہٹانے دیئے جائیں گے جب تک اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ جو مہلت عمر تمہیں دی گئی تھی، وہ کہاں فنا کی؟

عرب شاعر پھر یاد دلاتا ہے:

یسر المرء ماذھب اللیالی
وکان ذھابھن لہ ذھابا

یعنی: ''بندہ خوش ہوتا ہے کہ روز و شب گزر گئے، حالانکہ ان کا گزرنا خود بندے کا اپنی ہستی سے گزرتے چلے جانا ہے۔''

نئی صدی کے ۱۲ سال پلک جھپکتے مکمل ہوگئے، لیکن اگر سرسری سا جائزہ بھی لیں تو اس دوران عالمی، علاقائی اور ملکی سطح پر بہت بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہوچکی ہیں، نائن الیون کے بعد ایک نئی دنیا وجود میں آچکی ہے، اس نئی دنیا میں الفاظ کے معانی و اصطلاحات نے مفہوم اور روایات و اقدار سے لے کر، مختلف عالمی بلاک، ملکوں کے نقشے اور اپنے عہد میں سیاہ و سفید کے مالک بہت سے اصحاب اقتدار تک تبدیل ہوچکے ہیں، خود کو سپریم اور عالمی قوت سمجھنے والا امریکا، عراق اور افغانستان میں اپنا نشہ قوت ہرن کرواچکا ہے، یہ اور بات کہ خود فریبی اور جھوٹی انا اب بھی اسے اعتراف جرم و شکست سے روک رہی ہے۔

مختلف معاشی، سیاسی اور معاشرتی بحرانوں کی فہرست طویل ہوسکتی ہے، لیکن تصویر کا دوسرا رخ بھی بہت اہم ہے، اسی عشرے میں مظلوک الحال بے نوا فلسطینیوں نے مزاحمت جدوجہد کے الفاظ کو نئے مطالب عطا کئے ہیں، غزہ میں محصور پندرہ لاکھ فلسطینیوں نے حقوق انسانی کے جھوٹے دعویداروں کے مکروہ چہرے سے مکروفریب کا پردہ نوچ ڈالا ہے، بچوں، بوڑھوں اور خواتین نے بھی دنیا کو سکھادیا ہے کہ زندگی کی تمام راہیں مسدود کردی جائیں، تب بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سہارے کیسے جیا اور آگے بڑھا جاتا ہے۔

تصویر کے یہ دونوں رخ اور ان کے بہت سارے مزید پہلو بہت اہم ہیں، لیکن ہم اگر مجموعی طور پر دیکھیں تو ملک، قوم اور امت سب سنگین بحرانوں کی دہلیز پر کھڑے ہیں، سوچنے کی بات ہے کہ قوم، ملک اور امت آخر کیسے تشکیل پاتے ہیں؟ کیا افراد کے بغیر بھی کوئی قوم یا امت تشکیل پاسکتی ہے؟ تو پھر کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم سب کو ہمیشہ دوسروں کے سر ذمہ داری ڈالنے اور تباہی کا رونا رو کر بیٹھ جانے کے بجائے، فرداً فرداً میدان میں آنا ہوگا، فرد میں بھی ہوں اور آپ بھی ہیں، آپ کے اہل خانہ، دوست و احباب، اہل محلہ، اہل علاقہ، یہی سب افراد بالآخر قوم اور امت کی تشکیل کرتے ہیں، اگر ہم میں سے ہر فرد سوچے ہر فرد اس بات کا جائزہ لے کہ جتنی عمر گزر گئی اس میں ایک فرد کی حیثیت سے اس نے اصلاح و نجات کی خاطر کیا کیا؟ حالیہ بارہ برس ہی کو دیکھ لیجئے ہم ذرا دیکھیں کہ ان ہزاروں دنوں میں ہم میں سے ہر فرد نے کیا کارنامہ انجام دیا؟ اپنے اور اپنے اردگرد بسنے والے افراد کے دل میں کتنا احساس زیاں پیدا کیا؟ اسی سوال کے جواب میں ہماری بہت سی مصیبتوں کا علاج چھپا ہوا ہے۔

آیئے! ۱۲ سال کے اس عرصے کی اہمیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معروف حدیث میں فرمایا:

''کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان، حبیبتان إلی الرحمن، تملأن مابین السماء والأرض۔''

''دو کلمے ایسے ہیں کہ ادا کرنے میں انتہائی آسان ومختصر، لیکن قیامت کے روز میزان میں انتہائی وزنی، رحمن کو انتہائی محبوب اور اپنے اجروثواب سے زمین وآسمان کے مابین پوری فضا کو بھردینے والے ہیں: ''سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔''

خود کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا محسوس کرکے سکون واطمینان کے ساتھ یہ تسبیح ادا کرنے میں زیادہ سے زیادہ چھ سیکنڈ لگتے ہیں، کیا ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ دس سال میں ہم رب ذوالجلال سے کیا اور کتنا کچھ حاصل کرسکتے تھے۔

اگر ہم میں سے ہر فرد یہ فیصلہ کرلے کہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر رہنا ہے، اسے سب کی بھلائی چاہنا ہے، سب کے لئے سراسر خیر ثابت ہونا ہے، ہر حرام سے بچنا ہے، رب ذوالجلال، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب مجید کی محبت کو دیگر تمام محبتوں پر غالب کردینا ہے، اس کو اپنی تمام ذمہ داریاں تن دہی اور جاں فشانی سے انجام دینا ہے، خود ہی اس راہ پر نہیں چلنا جہاں تک آواز پہنچتی ہے خیر کی اس آواز کو پہنچانا اور عام کرنا ہے، اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی وقت کا ایک ایک لمحہ رب کی قربت کا مستحق بننے کی سعی کرنا ہے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی یہ پختہ فیصلہ کرلے، پھر اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے ہوئے، اس پر عمل شروع کردے تو یقیناً آنے والا وقت ہمارا ہوگا اور آخرت کی سرخروئی اس سے بھی پہلے یقینی ہوجائے گی۔☆☆

زندگی کے سارے سُکھ، صحت اور تن درستی سے ہیں
ایلو ویرا اور
منتخب نباتات کا
صحت افزا مرکب
تن سُکھ سے تن درست
تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتی ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتی ہے
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام

خاتم النبیین میڈیکل کمپلیکس

کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیجیے

مولانا محمد اکرم طوفانی 0321-9601521

اکاؤنٹ نمبر UBL 0031-0100239982